رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵

قال الله تعالیٰ وقرآنا فرقناه لتقرأه علی الناس علی مکث ونزلناه تنزیلا

چون آیت موصوفه دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے

عامۂ ناس حاضر با شد یا بادی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیه یعنی دینیه مشتمل ست

بر مقاصد و مبادی پس اتباعاً للنص المزبور صحیفه شهریه که متدرج بتدریج شهور

مسمی به

الهادی

جلد (۶) | بابت ماه جمادی الاول سنه ۱۳۴۸ھ | نمبر (۱)

که جامع ست انواع علوم دینیه را برائے هر طالب و جادی و مذکر ست در هر مجلس و نادی

و مسکن ست برائے هر جائع و صادی بصورت ترجمه رساله الانوار محمدی و تسهیل المواعظ

و حل انتخابات کلید مثنوی و تشرف و حیوة المسلمین و ملفوظات و سیرة الصدیق که اکثر آن مستفاد ست

از درگاه ارشادی یعنی خانقاه اشرفی امدادی باداره محمد عثمان عامی و رهبر راه اسلامی

در محبوب المطابع دهلی مطبوع گردید

از کتب خانه اشرفیه دریبه کلان دهلی بزندا تزر بر صد و رمیگردد

له هذا التفسیر العام ماخوذ من حدیث اقض بیننا بکتاب الله وقضی بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۸ھ ہجری نبوی
جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مد ظلہ العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

مقاصد و ضوابط "رسالہ الہادی"

(۱) اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے۔

(۳) ہر قمری مہینہ کی تیس تاریخ کو رسالہ روانہ ہوجاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمائیں۔ اطلاع پہنچتے ہی دوبارہ روانہ کردیا جاتا ہے۔

(۴) رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت ۲؍ ہے مع محصول ڈاک علاوہ اُن حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمائیں سب حضرات کی خدمت میں رسالہ وی۔پی۔ کیا جاتا ہے۔ اور وی۔پی کی صورت میں بوجہ خرچ رجسٹری فیس منی آرڈر اضافہ کرکے ۲؍۸ کا وی پی روانہ کیا جاتا ہے اور ممالک غیر سے قیمت مع محصول چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی لیجاتی ہے۔

(۵) ہر خریدار کو ابتدائے سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول سے شروع ہوتا ہے۔

(۶) رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا۔

(۷) رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود رہتی ہیں۔ مگر اُن کی قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے بجائے ۲؍ کے مع محصول کے (۳؍) علاوہ محصول ڈاک مقرر ہے

الراقم
محمد عثمان۔ مدیر رسالہ "الہادی" دریبہ کلاں دہلی

اور یہ فائدہ دعا میں ضرور ہی حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں کوتاہی کرنا بڑی غلطی ہے حدیث میں ہے
من یھلک مع الدعاء احد کہ دعا کے ساتھ کوئی بھی برباد نہیں ہو سکتا پس پریشانی اور
مصیبت کے وقت دعا سے ہرگز غافل نہ ہونا چاہیے اور اجابت و قبول کا یقین کر کے دعا
کرنا چاہیے انشاء اللہ پریشانی ضرور دور ہو جائے گی خواہ مطلوب حاصل ہو یا نہ ہو مگر دل کو
سکون و اطمینان ضرور میسر ہو گا جسکو شک ہو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے۔ دعا میں سب طاعات
سے زیادہ ایک بات یہ ہے کہ اور عبادات میں دنیوی غرض شامل ہو جائے تو ان میں ثواب
کچھ نہیں ہوتا بخلاف دعا کے کہ وہ ہر حالت میں عبادت اور موجب ثواب ہے خواہ دین کے
لیے دعا ہو یا دنیا کے لیے چونکہ آجکل مسلمان ہر طرف پریشان نظر آتے ہیں اور اس کا سب سے
بڑا علاج دعا ہے جس میں شیطان کے دھوکے کی وجہ سے کوتاہی ہو رہی ہے اس لیے میں نے
اس دھوکے کو دور کرنا چاہا اور حدیث کے الفاظ ہی سے حقیقت کو واضح کر دیا اور بتلا دیا
کہ دعا یقیناً قبول ہوتی ہے پس اب مسلمانوں کو چاہیے کہ دوسری تدابیر کے ساتھ یہ تدبیر
بھی ضرور کیا کریں یعنی پریشانی کے وقت دعا سے غفلت نہ کریں اور دعاؤں سے کیا کریں
محض آموختہ سا نہ پڑھا کریں۔ بلکہ جس طرح حکام و سلاطین کے سامنے توجہ اور عاجزی کیساتھ
بات کیجاتی ہے اسیطرح دعا توجہ اور خشوع کے ساتھ کرنا چاہیے۔ ۱۲ مترجم۔

(۲۰) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان میری امت کا خاص مہینہ ہے انمیں سے کوئی بیمار ہوتا ہے تو سب
اسکی عیادت کرتے ہیں (یعنی ایسا کرنا چاہیے) اور جب کوئی مسلمان اس طرح روزہ رکھے کہ
نہ جھوٹ بولے نہ غیبت کرے اور پاکیزہ (حلال) مال سے افطار کرے اور رات کی اندھیریوں
میں (نماز کے لیے مسجدوں میں جانے کی) کوشش کرے اور رمضان کے سب فرائض کی
نگہبانی کرے وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسا سانپ کیچلی سے نکل جاتا ہے
اسکو بھی ابو الشیخ نے روایت کیا ہے۔

ف روزہ دار کو زبان اور نگاہ کی بہت حفاظت کرنی چاہیے تاکہ روزہ کا پورا
ثواب ملے نیز اسکی بھی کوشش کرنی چاہیے کہ رمضان میں حرام مال سے افطار نہ کیا جائے

۴۵

بلکہ حلال غذا حاصل کی جائے جس کے پاس مشتبہ مال ہو اُسکو کسی ہندو سے روپیہ قرض لیکر رمضان کا سامان خرید لینا چاہیئے پھر اس قرض کو اپنے مشتبہ مال سے ادا کر دے اس صورت میں اکل حرام سے بچ جائے گا ہاں کسب حرام کا گنہگار تو ہے ہی ۱۲ مترجم۔

(۲۱) ابو مسعود غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رمضان کا چاند نکلا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ (فضائل رمضان کی تفصیل) بیان فرمایئے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان (کی آمد) کے لیے سال بھر تک جنت کو سنوارا جاتا ہے۔ جب رمضان کی پہلی تاریخ آتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس سے جنت کے درختوں کے پتے بجنے لگتے ہیں حوریں اسکو دیکھ کر کہتی ہیں کہ اے پروردگار اس مہینہ میں اپنے بندوں میں ہمارے لیے ایسے جوڑے بنا دیجئے جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور اُنکی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کا روزہ رکھتا ہے ہر روزہ کے بدلہ اسکو ایک حور ملتی ہے جو موتی کے خیمہ میں رہے گی جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حور مقصورات فی الخیام ہر حور کے بدن پر ستر جوڑے ہونگے ہر جوڑے کا رنگ دوسرے سے الگ ہوگا اور اسکو ستر قسم کی خوشبو ملے گی ہر ایک کی خوشبو دوسرے سے الگ ہوگی اُن میں سے ہر عورت کی خدمت کے لیے ستر ہزار باندیاں اور ستر ہزار غلمان ہوں گے ہر غلام کے پاس سونے کی ایک رکابی ہوگی جسمیں ایک قسم کا کھانا ہوگا (مگر) اس کے آخری لقمہ سے ایسی لذت حاصل ہوگی جو پہلے لقمہ سے حاصل نہوئی تھی نیز ہر حور کے لیے سرخ یاقوت کے ستر تخت ہوں گے ہر تخت پر ستر بستر ہوں گے جن کا استر ریشمی ہوگا ہر بستر پر ستر چھپر کھٹ[1] ہوں گے اور ان کے مرد کو بھی اسیقدر سامان

---

[1] قال المنذری رح الاریکۃ اسم لسریر علیہ فراش وشبخانۃ وقال ابو اسحق الارائک الفرش فی الحجال یعنی الشبخانات وفی الحدیث ما یفہم ان الاریکۃ اسم للشبخانۃ فوق الفراش والسریر واللہ اعلم ۱۲ منہ

دیا جائے گا وہ سرخ یاقوت کے تخت پر بیٹھے گا جسپر موتیوں کا جڑاؤ ہوگا اور اس کے ہاتھ
میں سونے کے دو کنگن ہوں گے یہ سامان تو اسکو رمضان کے ہر روزہ کے عوض ملیگا
اس کے سوا جو اور نیک کام کرے گا وہ علحدہ رہے۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں
اور بیہقی نے (سنن میں) ابن خزیمہ کے واسطہ سے اور ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں روایت
کیا ہے۔ ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ (اس حدیث کے متعلق ایک راوی) جریر بن ایوب
کی وجہ سے میرے دل میں کچھ (خلش) ہے حافظ (منذری) فرماتے ہیں کہ جریر بن ایوب
بہت کمزور ہے واللہ اعلم

(۲۲) ابو امامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ افطار کے وقت بہت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں اسکو امام
احمد نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جسمیں کچھ بات نہیں اور طبرانی اور بیہقی نے
بھی روایت کیا ہے بیہقی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے (فی روایۃ الاکابر عن
الاصاغر وہو روایۃ الاعمش عن الحسین بن واقد)

۴۷

(۲۳) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ ہر دن رات میں یعنی رمضان کے اندر بہت لوگوں کو جہنم سے
آزاد فرماتے ہیں۔ اور (رمضان کے) ہر دن رات میں ہر مسلمان کی ایک دعا (ضرور)
قبول ہوتی ہے اسکو بزار نے روایت کیا ہے۔

(۲۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار۔ یہاں تک کہ افطار کرے دوسرے
امام عادل تیسرے مظلوم کہ اسکی دعا کو تو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر اوٹھا لیتے ہیں
اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کہولدیئے جاتے ہیں اور (اسکو شکر) اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں قسم میری عزت کی میں ضرور تیری مدد کروں گا گو کچھ دیر کے بعد ہی۔ اسکو احمد نے
ایک حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے بھی روایت کیا اور اسکی تحسین
کی ہے۔ اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور بزار نے

ان لفظوں سے روایت کیا ہے کہ تین شخصوں کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ حق ہے کہ انکی دعا رد نہ کیجائے ایک روزہ دار جبتک افطار نہ کرے دوسرے مظلوم جبتک انتقام نہ لے تیسرے مسافر جبتک (اپنے گھر میں) واپس نہ آئے

(۲۵) حسن بصری رضہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان کی رات میں چھہ لاکھہ آدمیوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہیں۔ اور جب اخیر رات آتی ہے تو گذشتہ شمار کے برابر آدمیوں کو آزاد کرتے ہیں اسکو بیہقی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث مرسل ہی وارد ہوئی ہے۔

(۲۶) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے جنت کے دروازے کہولدیئے جاتے ہیں پہر مہینہ بہر انمیں سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں پہر مہینہ بہر اُن میں سے کوئی دروازہ نہیں کھلتا اور سرکش جنات قید کردیے جاتے ہیں اور آسمان سے ایک پکارنیوالا ہر رات صبح کے طلوع ہونے تک پکارتا ہے اے خیر کے طالب ارادہ کرلے اور خوشخبری حاصل کر اور اے بدی کے طالب بس کر اور آنکھیں کہول۔ کیا کوئی مغفرت چاہنے والا ہے؟ جسکی مغفرت کی جائے کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے جسکی توبہ قبول کیجائے۔ کیا کوئی دعا کرنے والا ہے جس کی دعا قبول کی جائے کیا کوئی مانگنے والا ہے جس کا سوال پورا کیا جائے اللہ عزوجل رمضان کے مہینہ میں ہر رات افطار کے وقت ساٹھہ ہزار آدمیوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں اور جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ تیس ۳۰ دن کے آزاد شدہ آدمیوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث حسن ہے متابعات میں اِس کے ذکر کا مضائقہ نہیں اسکی سند میں ناشب بن عمرو شیبانی ہے جسکی بعض نے توثیق کی ہے اور دارقطنی نے اسمیں کلام کیا ہے۔

(۲۷) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں اللہ کی یاد کرنے والا بخشا بخشایا ہے اور اللہ سے مانگنے والا ناکام نہیں کیا جاتا اسکو طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی و اصبہانی نے روایت کیا ہے۔

(۲۸) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا

(باقی آیندہ)

کو تقسیم کرنی پڑے گی اور قبضہ سے نکل جاوے گی غرض لینے کے لیے نکلواتے ہیں دینے کے لیے
کوئی نہیں نکلواتا ایسا ہزاروں میں ایک ہی ہوگا جو دینے کے لیے فرائض نکلوائے تمام عمر میں
ایک شخص ایسے آئے جو بڑے رئیس تھے اور تمام ریاست اُن کے قبضہ میں تھی انہوں نے
فرائض لکھوائی تھی تاکہ جائداد شرع شریف کے موافق تقسیم کردیں۔ وہ گوڑگانوہ کے رہنے
والے تھے میرے پاس کئی بار آئے اور گئے جو ضروری بات اسمیں کوئی رہ جاتی تھی اُس کے دریافت
کرنے کے لیے بار بار آتے اور جاتے تھے اور ان کے سوا جو کوئی آتا ہے ایسا ہی آتا ہے جو لینا
چاہتا ہے اور دینا نہیں چاہتا۔ ایک بار ایسے ہی شخص آئے اور انہوں نے مسئلہ پوچھا کہ ہماری
بہن بے اولاد مرگئی ہے اور اوس کا خاوند شیعہ ہے کیا اسکو بھی عورت کے ترکہ میں سے کچھ
ملیگا میں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ملیگا اُسمیں سے آدھا مال اُس کا ہے تو وہ بھائی یہ چاہتے
تھے کہ خاوند کو کچھ نہ ملے کیونکہ مال بہت تھا انہوں نے کہیں یہ سُن لیا تھا کہ شیعہ پر کفر کا فتوے
ہے تو اس لیے چاہتے تھے کہ اس حیلے سے اُس کے خاوند کو کچھ نہ ملے سب مال ہمارے
قبضہ میں آوے چنانچہ وہ کہنے لگے کہ شیعہ تو کافر ہیں اس لیے سنی عورت کا شیعہ سے
نکاح ہی نہیں ہوسکتا پھر وہ خاوند ہی کب ہے۔ میں نے کہا کہ تم کو کچھ خدا کا خوف بھی ہے
کہ دوسرے کا حق رکھنا چاہتے ہو اور اگر خدا کا خوف نہیں تو اچھا غیرت کہاں اُڑگئی کہ تھوڑی سی
دنیا کے لیے یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ تمہاری بہن تمام عمر حرام کاری میں مبتلا رہی اور دوسرے
یہ تو بتلائیے کہ آپ نے نکاح کے وقت کیوں نہ پوچھا کہ یہ خاوند شیعہ ہے اس سے نکاح
جائز ہے یا نہیں اور تیسرے یہ کہ سچ سچ کہنا کہ اگر یہ مال خاوند کے قبضہ میں ہوتا اور
وہ مرتا اور تمہاری بہن کو ملنے کے بعد پھر تمہارے پاس پہونچنے کی اُمید ہوتی تو کیا اسوقت
بھی تم اس نکاح کے صحیح نہونے کے کوشش کرتے میرے پاس کثرت سے ایسے سوال
آتے ہیں کہ کوئی بات نکالدو چنانچہ ابھی ایک مسئلہ آیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین
طلاق دے دیں اور اُسکی درخواست تھی کہ کوئی ایسی صورت نکالدو کہ حلالہ نہ کرنا پڑے
یہ تو عام لوگوں کی کیفیت ہے جو بیان ہوئی کہ ہر کام میں نفسانی خواہش پر عمل کرتے ہیں۔
یہاں تک کہ شریعت کے مسئلوں میں بھی مولویوں سے فرمایش کرتے ہیں کہ ہماری مرضی

کے موافق فتوی دیدیں رہے مولوی انکو تو کسی کے کہنے سننے ہی کی ضرورت نہیں مسئلوں کی کتابیں اُن کے سامنے ہیں جس طرح چاہیں عمل کریں اور میں سب مولویوں کو نہیں کہتا بلکہ صرف ان کو جو مال اور عزت کی محبت میں پھنسے ہوئے ہیں سو ایسے مولویوں کا فتوی بھی معتبر نہیں جسکو دنیا کی محبت اور للچ ہو اور ہمیشہ گمراہی ایسے ہی لوگوں سے پھیلی ہے پہلے زمانہ میں جو رسم تھی کہ مولوی بننے کی اجازت تھی اس میں بڑی مصلحت تھی مگر اس میں اتنی کمی تھی کہ جس شناخت سے لوگوں کو علم دین پڑھانے کے لیے چھانٹتے تھے وہ شناخت غلط تھی کہ انہوں نے خاص خاص قوموں کو اسکے لئے چھانٹ رکھا تھا انہی کو علم دین پڑھنے کی اجازت تھی تو یہ طریقہ غلط تھا کیونکہ خاص قوموں کے اندر بھی سب برابر نہیں ہوتے اور بعضے انمیں بھی لالچی اور نکمے ہوتے ہیں بلکہ اس شناخت سے چھانٹنا چاہیے کہ طالب علمی کے زمانہ میں استاد اس بات کا اندازہ کیا کریں کہ کس شخص میں دنیا کی حرص غالب ہے اور کس شخص میں نہیں ہے۔ جس میں دنیا کی حرص غالب دیکھیں اسکو رخصت کریں اور مدرسے سے نکال باہر کریں اور جس میں دنیا کی حرص نہو اسکو مولوی اور دین کا مقتدا بنائیں۔

بغداد میں ایک مدرسہ نظامیہ تھا جس سے بڑے بڑے مولوی جیسے امام غزالیؒ اور شیخ سعدیؒ پڑھکر نکلے اور وجہ اس مدرسہ کی بنانے کی یہ ہوئی تھی کہ اس زمانہ میں قاضی اور مفتی مولویوں ہی کو بنایا جاتا تھا اور بڑے بڑے عہدے بھی مولویوں ہی کو دیئے جاتے تھے تو جس کا باپ قاضی ہوتا تھا وہ کوشش اور دعوی کرتا تھا کہ مجھکو بھی قاضی کا عہدہ ملجاوے خواہ وہ اس کا اہل ہو یا نہ ہو تو اوسوقت کے بادشاہ نے وزیروں اور امیروں کے مشورہ سے یہ مدرسہ اس لیے بنایا کہ جو اس مدرسہ میں پاس حاصل کرے اسکو یہ عہدے دیے جائیں گے تاکہ نا اہلوں اور جاہلوں کو حوصلہ ایسے عہدوں کی درخواست کا نہو تو جس روز اس مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی اس روز بخارا کے مولویوں میں ماتم ہوا تھا کہ آج کی تاریخ سے علم دین دنیا کے لیے پڑھایا جائے گا۔ لیکن پھر بھی ایسے مولوی اسمیں سے پڑھکر نکلے جو مولویوں کے لیے فخر اور عزت کا سبب ہوئے اور وہ کاشل

اُسوقت زمین کے پردہ پر نہ تہا۔

ایک روز بادشاہ اِس مدرسہ کے دیکھنے کیلیے تشریف لائے اور بھیس بدل کر طالبعلموں کے خیالات کی آزمایش کی کہ دیکھیں علم پڑہنے سے انکی کیا غرض ہے چنانچہ ایک طالب علم سے پوچھا کہ آپ کس لیے پڑہتے ہیں۔ اِس نے کہا میں اِس لیے پڑہتا ہوں کہ میرا باپ قاضی ہے میں اگر مولوی ہوجاؤں گا تو میں بہی قاضی ہوجاؤں گا اس کے بعد دوسرے سے پوچھا اُس نے بہی دنیا ہی کی کوئی غرض بتلائی بادشاہ کو بہت غصہ آیا کہ افسوس ہے کہ دین کا علم دنیا کے لیے پڑھا جارہا ہے اور ہزاروں روپیہ مفت میں برباد ہورہا ہے۔ ایک کونے میں امام غزالی بہی ٹوٹی پہوٹی حالت میں بیٹھے ہوئے کتاب دیکھ رہے تہے اُسوقت یہ طالب علم تہے نہ ان کو کوئی جانتا تہا نہ ان کی شہرت تہی بادشاہ نے اِن سے دریافت کیا کہ تم کیوں پڑہتے ہو انہوں نے کہا کہ میں نے عقل سے اور رسول کی خبر سے معلوم کیا ہے کہ ہمارا ایک اصلی مالک ہے جو آسمان زمین کا بہی مالک ہے اور مالک کی تابعداری ضرور ہوتی ہے کہ جن کاموں سے وہ خوش ہو ان پر عمل کرے اور جن سے ناراض ہو انسے بچے سو میں اس کے معلوم کرنے کے لیے علم دین پڑھتا ہوں کہ کون سے کاموں سے وہ خوش ہوتے ہیں اور کونسے کاموں سے ناراض ہوتے ہیں۔ بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوا اور اب سب پر ظاہر کردیا کہ میں بادشاہ ہوں کہ میں نے ارادہ کرلیا تہا کہ اِس مدرسہ کو توڑ دوں مگر تمہاری وجہ سے یہ مدرسہ رہ گیا پس علم اِس غرض سے حاصل کرنا چاہیئے جو امام غزالی نے ظاہر کی اور جس شخص کی غرض علم دین سے دنیا کمانا ہو اُس کے علم سے کچھ نفع نہوگا اور یہ امتحان پہلے بزرگ بہی لیا کرتے تہے کہ پڑہنے والوں میں دنیا کی محبت ہے یا نہیں چنانچہ اُس زمانہ کے استاد اس کا خیال رکہتے تہے کہ طالب علموں میں کون ایسا ہے جو بادشاہوں اور حاکموں سے رغبت رکہتا ہے اور کون نہیں ہے جو بادشاہوں اور حاکموں کی طرف رغبت رکہتا اُسکو اپنے حلقہ میں آنیسے روک دیتے تہے کیونکہ بادشاہوں اور حاکموں کے پاس سوائے دنیا کے کیا ہے۔ پس جو حاکموں سے میل جول رکہتا ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصود دنیا ہے چنانچہ بادشاہوں اور امیروں کے دربار میں

جو مولوی ہوتے ہیں وہ انکی ہاں میں ہاں ملایا کرتے ہیں خواہ حق ہو یا ناحق ہو۔ ہاں جو مولوی حق بات کہتا ہو اور کسی سے دبتا نہو وہ اگر بادشاہوں اور امیروں کے یہاں جاوے اور حق بات کہے تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

(امیروں کے یہاں جاکر حق کہنا بڑی ہمت کا کام ہے)

(ایک بزرگ کی حکایت)

ایک شخص ایک بزرگ کی ملاقات کے لیے سفر کرکے گئے وہاں جاکر معلوم ہوا کہ وہ بزرگ بادشاہ کی ملاقات کے واسطے گئے ہیں یہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور پچھتایا کہ ہم تو بزرگ سُنکر آئے تھے یہ تو دنیادار نکلے غرض یہ وہاں سے واپس ہوکر جارہا تھا کہ اُس بادشاہ کے لوگوں نے انکو جاسوس سمجھکر پکڑلیا اور بادشاہ کے دربار میں حاضر کردیا وہ بزرگ اُس وقت وہاں تشریف رکھتے تھے انہوں نے بادشاہ سے فرمایا کہ یہ جاسوس نہیں ہے ہمارا مہمان ہے اسپر یہ چھوڑ دیے گئے اِس کے بعد وہ بزرگ بھی وہاں سے چلے اور رستہ میں اُس شخص سے کہا کہ میں اِس لیے بادشاہ کے یہاں آیا کرتا ہوں کہ جو لوگ بے خطا پھنس جاویں انہیں چھڑادوں اور حق بات سُنادیا کروں مگر ایسے سو میں ایک بھی نہیں ہماری اور امیروں کی مثال تو چھری اور خربوزہ کی سی ہے خربوزہ کی سلامتی چھری سے الگ ہی رہنے میں ہے خواہ خود ان کے پاس جاؤ یا وہ تمہارے پاس آویں اور اُن کے آنے سے تمپر اثر پڑے دونوں صورتیں برابر ہیں امیروں سے ملنا اور حق پر جما رہنا بڑے پکے آدمی کا کام ہے جس کی شان حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ کی سی ہو ان کی حکایت ہے کہ ایک بار ایک موقع پر چلے جارہے تھے چلتے چلتے دجلہ کے کنارے پر پہونچے دیکھا کہ شراب کے مٹکے کشتیوں سے اتر رہے ہیں پوچھا کہ انمیں کیا ہے کشتی والے نے کہا شراب ہے بادشاہ کے لیے آئی ہے اور وہ دس مٹکے تھے شیخ کو غصہ آیا اور کشتی والے کی لکڑی مانگ کر انہوں نے لگاتار نو مٹکے توڑ ڈالے اور ایک مٹکا چھوڑ دیا چونکہ یہ شراب بادشاہ کے لیے لائی گئی تھی اِس لیے سیدھا بادشاہ کے یہاں اُن کا چالان کردیا گیا وہ بادشاہ نہایت ڈراونی صورت میں بیٹھکر دربار کیا کرتا تھا لوہے کی ٹوپی اوڑھتا تھا اور لوہے کی زرہ لوہے کا گرز ہاتھ میں ہوتا تھا۔ اور لوہے کی کرسی پر بیٹھتا تھا جب انکو دربار میں لایا گیا تو بادشاہ نے نہایت کڑک کر

۱۲

(حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت)

روح بست و سوم

صبر کرنا اور شکر کرنا۔ انسان کو جو حالتیں پیش آتی ہیں خواہ اختیاری ہوں خواہ غیر اختیاری وہ دو طرح کی ہوتی ہیں یا تو طبیعت کے موافق ہوتی ہیں ایسی حالت کو دل سے خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اُس پر خوش ہونا اور اپنی حیثیت سے اسکو زیادہ سمجھنا اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اُس نعمت کا گناہوں میں استعمال نکرنا یہ شکر ہے اور یا وہ حالتیں طبیعت کی موافق نہیں ہوتیں بلکہ نفس کو اُن سے گرانی اور ناگواری ہوتی ہے ایسی حالت کو یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسمیں میری کوئی مصلحت رکھی ہے اور شکایت نکرنا اور اگر وہ کوئی حکم ہے تو اسپر مضبوطی سے قایم رہنا اور اگر وہ کوئی مصیبت ہے تو مضبوطی سے اُسکی سہار کرنا اور پریشان نہونا یہ صبر ہے اور چونکہ صبر زیادہ مشکل ہے اسلئے اُسکا بیان شکر سے پہلے بھی کرتا ہوں اور زیادہ بھی کرتا ہوں اول اسکے کثرت سے پیش آنے والے موقعے بطور مثال کے بتلاتا ہوں پھر اُسکے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں وہ مثالیں یہ ہیں مثلاً نفس دین کے کاموں سے گھبراتا ہے اور بھاگتا ہے یا گناہ کے کاموں کا تقاضا کرتا ہے خواہ نماز روزہ سے جی چراتا ہے یا حرام آمدنی کو چھوڑنے سے یا کسی کا حق دینے سے ہچکچاتا ہے ایسے وقت ہمت کر کے دین کے کام کو بجا لاوے اور گناہ سے رکے اگرچہ دونوں جگہ کسیقدر تکلیف ہی ہو۔ کیونکہ بہت جلدی اس تکلیف سے زیادہ آرام اور مزہ دیکھے گا اور مثلاً اسپر کوئی مصیبت پڑ گئی خواہ فقر و فاقہ کی خواہ بیماری کی خواہ کسی کے مرنیکی خواہ کسی دشمن کے ستانے کی خواہ مال کے نقصان ہو جانیکی ایسے وقت میں مصیبت کی مصلحتوں کو یاد کرے اور سب سے بڑی مصلحت ثواب ہے جسکا مصیبت پر وعدہ کیا گیا ہے اور اس مصیبت کا بلا ضرورت اظہار نکرے اور دل میں ہر وقت اُسکی سوچ بچار نکرے اس سے ایک خاص سکون پیدا ہو جاتا ہے البتہ اگر اُس مصیبت کی کوئی تدبیر ہو جیسے حلال مال کا حاصل کرنا یا بیماری کا علاج کرنا یا کسی صاحب قدرت سے مدد لینا یا شریعت سے تحقیق کر کے بدلا لے لینا یا دعا کرنا اسکا کچھ مضائقہ نہیں اور مثلاً دین کے کام میں کوئی ظالم روک ٹوک کرے یا دین کو ذلیل کرے وہاں جان کو جان نہ سمجھے مگر قانون عقلی اور قانون شرعی کے خلاف نکرے یہ صبر کی ضروری مثالیں ہیں آگے آیتیں اور حدیثیں ہیں (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (اگر تمکو حب مال و جاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دشوار ہو تو) تم مدد لو صبر اور نماز سے (بقرہ) ف یہاں صبر کی صورت شہوات خلاف شرع کا ترک کرنا ہے (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم تمہارا امتحان کرینگے کسیقدر خوف سے (جو دشمنوں کے ہجوم یا حوادث کے نزول سے پیش آوے) اور کسیقدر فقر و فاقہ سے اور کسیقدر مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے (مثلاً مواشی مر گئے یا کوئی آدمی مر گیا یا بیمار ہو گیا یا پھل اور کھیتی کی پیداوار تلف ہو گئی) اور آپ

۹۳

(ان موقعوں میں) صبر کرنیوالوں کو بشارت سنا دیجئے الخ (بقرہ) (ع۳) (پہلی امتوں کے مخلصین کے باب میں)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو نہ ہمت ہاری انھوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو انپر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں
اور نہ ان (کے قلب یا بدن) کا زور گھٹا اور نہ وہ (دشمن کے سامنے) دبے (کہ ان سے عاجزی و خوشامد کی باتیں
کرنے لگے ہوں) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے صابرین (یعنی مستقل مزاجوں) سے محبت ہے (جو دین کے کام میں ایسے ثابت
رہیں (آل عمران) (ع۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ (احکام دین پر) صابر (ثابت قدم) رہیں ہم انکے
اچھے کاموں کے عوض میں انکا اجر انکو ضرور دینگے (نحل) (ع۵) اللہ تعالیٰ نے (ایک طویل آیت میں دوسرے
اعمال کیساتھ یہ بھی) فرمایا اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں (پھر اخیر میں فرمایا) ان سب کے لئے
اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (احزاب) ف اسمیں سب قسمیں صبر کی آ گئیں صبر طاعات
پر اور صبر معاصی سے اور صبر مصائب پر (ع۶) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کیا میں تمکو ایسی چیزیں نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے لوگوں نے عرض کیا
ضرور بتلائیے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وضو کا کامل کرنا ناگواری کی حالت میں (کہ کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل
معلوم ہوتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے) اور بہت سے قدم ڈالنا مسجدوں کی طرف (یعنی دور سے آنا یا بار بار آنا)
اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا الخ (مسلم و ترمذی) ف ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال
ہے (ع۷) ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ مجھکو میرے ولی محبوب (صلے اللہ علیہ وسلم) نے وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے
ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا اگرچہ تیری بوٹیاں کاٹ دیجاویں اور تجھکو (آگ میں) جلا دیا جاوے الخ
(ابن ماجہ) ف ایسے وقت ایمان پر قائم رہنا صبر کی ایک مثال ہے اور کسی ظالم کی زبردستی کے وقت جو ایسی
بات یا ایسا کام شرع سے معاف ہے وہ شرک و کفر میں داخل نہیں کیونکہ دل تو ایمان سے بھرا ہے (ع۸) ابن
عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ کو ایک لشکر پر سردار بنا کر دریا کے سفر
میں بھیجا ان لوگوں نے اسی حالت میں اندھیری رات میں کشتی کا بادبان کھول رکھا تھا اور کشتی چل رہی
تھی) اچانک اوپر سے کسی پکارنیوالے نے پکارا اے کشتی والو ٹھہرو میں تمکو خدا تعالیٰ کے ایک حکم کی خبر
دیتا ہوں جو اس نے اپنی ذات پر مقرر کر رکھا ہے ابوموسیٰ نے کہا اگر تمکو خبر دینا ہے تو ہمکو خبر دو اس
پکارنیوالے نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ بات مقرر کر لی ہے کہ جو شخص گرمی کے دن
میں (روزہ رکھکر) اپنے کو پیاسا رکھیگا اللہ تعالیٰ اسکو پیاس کے دن (یعنی قیامت میں جب پیاس
کی شدت ہوگی) سیراب فرماویگا (عین ترغیب از بزار) ف یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے (ع۹) حضرت
عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اسمیں اٹکتا ہو

اور وہ اسکو مشکل لگتا ہو اسکو دو ثواب ملینگے (بخاری و مسلم) ف یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے اور یہ پوری حدیث روح سوم نمبر ۳ میں گذر چکی ہے (۱۰) حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب میں زیادہ پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو (بخاری و مسلم) ف ظاہر ہے کہ اسطرح ہمیشہ نباہنے میں ضرور کسی نہ کسی وقت نفس کو دشواری ہوتی ہے اسلئے یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے (۱۱) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ گھیری ہوئی ہے (حرام) خواہشوں کیساتھ اور جنت گھیری ہوئی ہے ناگوار چیزوں کیساتھ (مسلم) ف جو عبادتیں نفس پر دشوار ہیں اور جن گناہوں سے بچنا دشوار ہے ہمیں سب آگئے (۱۲) ابوہریرہ و ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی مصیبت یا کوئی مرض یا کوئی فکر یا کوئی رنج یا کوئی تکلیف یا کوئی غم نہیں پہونچتا یہانتک کہ کانٹا جو چبھ جاوے مگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے اسکے گناہ معاف فرماتا ہے (بخاری و مسلم) (۱۳) حضرت عائشہ رضی سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو طاعون واقع ہونیکے وقت اپنی بستی میں صبر کئے ہوئے ثواب کی نیت کئے ہوئے ٹھہرا رہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے (تقدیر میں) لکھدیا ہے مگر ایسے شخص کو شہید کی برابر ثواب ملیگا (بخاری) (اگرچہ مرے نہیں اور مرنے میں اور بڑے درجہ کی شہادت ہے کما لمسلم وغیرہ) ف لیکن گھر بدلنا یا محلہ بدلنا یا اسی بستی کے جنگل میں چلا جانا اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ بیماروں اور مردوں کے حقوق ادا کرتا رہے (۱۴) حضرت انس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے بندہ کو اسکی دو پیاری چیزوں (کی مصیبت) میں مبتلا کردوں (اس سے مراد دو آنکھیں ہیں جیسا راوی نے یہی تفسیر اسی حدیث میں کی ہے یعنی اسکی آنکھیں جاتی رہیں) پھر وہ صبر کرے میں اون دونوں کے عوض میں اسکو جنت دونگا (بخاری) (۱۵) ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے مومن بندہ کیلئے جبکہ میں دنیا میں رہنے والوں میں سے اسکے کسی پیارے کی جان لیلوں پھر وہ اسکو ثواب سمجھے (اور صبر کرے) تو ایسے شخص کیلئے میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلا نہیں (بخاری) ف وہ پیارا خواہ اولاد ہو یا بی بی ہو یا شوہر ہو یا اور کوئی رشتہ دار ہو یا دوست ہو (۱۶) ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندہ کا بچہ مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لیلی وہ کہتے ہیں ہاں پھر فرماتا ہے تمنے اسکے دل کا پھل لیلیا وہ کہتے ہیں ہاں پھر فرماتا ہے میرے بندہ نے کیا کہا وہ کہتے ہیں آپکی حمد (وثنا) کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کیلئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اسکا نام بیت الحمد رکھو (احمد و ترمذی) (۱۷) ابوالدرداء سے

۹۵

(ایک لانبی حدیث میں) روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہی اور اُنکی طرف متوجہ ہو کر ہنستا ہی (جیسا اُسکی شان کے لائق ہی) اور اُنکی حالت پر خوش ہوتا ہے (اُن تین میں) ایک وہ (بھی) ہی جو اللہ تعالیٰ کیلئے جان دینے کو تیار ہو گیا (جہاں اسکی شرطیں پائی جاویں) پھر خواہ جان جاتی رہی اور خواہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو غالب کر دیا اور اُسکی طرف سے کافی ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی میرے اس بندہ کو دیکھو میرے لئے کس طرح اپنی جان کو صابر بنا دیا (اھ مختصراً عین ترغیب از طبرانی) یہ صبر کا بیان ہو چکا۔ اب کچھ شکر کا بیان کرتا ہوں اور یہ شکر جس طرح خود اپنی ذات میں بھی ایک عبادت ہے اسی طرح اس میں ایک یہ بھی خاصیت ہے کہ اس سے ایک دوسری عبادت یعنی صبر آسان ہو جاتا ہی عقلی طور سے بھی اور طبعی طور سے بھی عقلی طور سے تو اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے سوچنے کی اور اُنپر خوش ہونیکی (جو کہ شکر میں لازم ہی) عادت پختہ ہو جائیگی تو مصیبت وغیرہ کے وقت یہ بھی سوچے گا کہ جس ذات پاک کے اتنے احسانات ہوتے رہتے ہیں اگر اُسکی طرف سے کوئی تکلیف بھی پیش آگئی اور وہ بھی ہماری ہی مصلحت اور ثواب کے لئے (جیسا اوپر حدیثوں سے معلوم ہوا) تو اُسکو خوشی سے برداشت کرنا چاہئے جیسے دنیا میں اپنے محسنوں کی سختیاں خوشی سے گوارا کر لی جاتی ہیں خاصکر جب بعد میں انعام بھی ملتا ہو اور طبعی طور پر اس طرح کہ نعمتوں کے سوچنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت ہو جائیگی اور جس سے محبت ہوتی ہے اُسکی سختی ناگوار نہیں ہوتی جیسا دنیا میں عاشق کو اپنے معشوق کی سختیوں میں خاص لطف آتا ہی آگے اس شکر کے متعلق آیتیں اور حدیثیں آتی ہیں (۱۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجکو یاد کرو میں تمکو (رحمت سے) یاد کرونگا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو (بقرہ) (۱۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم بہت جلد جزا دینگے شکر کرنیوالوں کو (آل عمران) (۲۰) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تم (میری نعمتوں کا) شکر کرو گے میں تمکو زیادہ نعمت دونگا (خواہ دنیا میں بھی یا آخرت میں تو ضرور) اور اگر تم ناشکری کروگے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے (ناشکری میں اسکا احتمال ہی (ابراہیم) (۲۱) ابن عباس سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اسکو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں دل شکر کرنیوالا اور زبان ذکر کرنیوالی اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اُس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی (بیہقی) خلاصہ کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو خواہ طبیعت کے موافق خواہ طبیعت کے مخالف اول حالت پر شکر کا حکم ہے دوسری حالت پر صبر کا حکم ہی تو صبر و شکر ہر وقت کے کرنیکے کام ہوئے مسلمان تو اسکو نہ بھولنا پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت و راحت میں رہوگے یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں اور جو دوسری کتاب سے لی ہی اسپر لفظ عین لکھدیا ہے + اشرف علی۔

ف حقیقت [illegible] شکر [illegible] میں [illegible] ۱۲

۹۶

روح بست وچہارم

مشورہ کی قابل کاموں میں دیانتدار خیر خواہوں سے مشورہ لینا اور آپس میں محبت اور ہمدردی اور اتفاق رکھنا اور معاملات یعنی لین دین وغیرہ میں اور

معاشرات یعنی میل جول میں اسکا خیال رکھنا کہ میرے ہاتھ سے کسی کو نقصان یا میری بات سے کسی کو دھوکہ نہ ہو اور اسکا نام صفائی معاملہ ہے اور اسکا خیال رکھنا کہ میری برتاؤ سے کسی کو ظاہری تکلیف یا باطنی تنگی یا پریشانی یا گرانی نہ ہو اور اسکا نام حسن معاشرت ہے یہ تین چیزیں ہوئیں **مشورہ۔ اتفاق۔ صفائی معاملہ و حسن معاشرت** اور یہ تینوں چیزیں مستقل طور پر بھی مقصود ہیں (یعنی ان کا الگ الگ بھی حکم ہے) جیسا آگے آنیوالی آیتوں اور حدیثوں سے معلوم ہوگا اور ایک کا دوسرے سے خاص تعلق بھی ہے مثلاً مشورہ پر اسیوقت بھروسہ ہو سکتا ہے جب مشورہ والوں میں باہم محبت و اتفاق ہو اور محبت و اتفاق اسیوقت قایم رہ سکتا ہے جب ایک کو دوسرے سے کوئی نقصان یا تکلیف ظاہری یا باطنی نہ پہونچے ہو اسیطرح دوسری طرف سے تو کہ کسی کو تکلیف یا نقصان سے بچانیکا خیال پوری طور سے تب ہی ہو سکتا ہے جب آپس میں محبت و ہمدردی ہو اور اتفاق و محبت کو پوری ترقی اس سے ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے مشورہ میں شریک رکھے اس خاص تعلق کی وجہ سے ان تینوں چیزوں کو مثل ایک ہی چیز کے قرار دیکر سب کا ساتھ ہی ذکر کیا جاتا ہے اب ترتیب سے ایک ایک کا بیان کرتا ہوں **مشورہ** میں دنیا کا بھی فائدہ ہے کہ اس سے کاموں میں غلطی کم ہوتی ہے چنانچہ (۱) سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اطمینان کیساتھ کام کرنا اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے (ترمذی) **ف** اور ظاہر ہے کہ مشورہ میں جلد بازی کا انسداد ہے اور یہ ان ہی امور میں ہے جسمیں دیر کی گنجایش ہے اور دین کا بھی فائدہ ہے کہ شریعت میں اسکی فضیلت آئی ہے چنانچہ (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اے پیغمبر) ان (صحابہ) سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رای پختہ کرلیں (خواہ وہ ان کے مشورہ کیموافق ہو یا مخالف ہو) سو خدا تعالیٰ پر اعتماد کر کے اسی کام کو کر ڈالا کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنیوالوں سے محبت فرماتا ہے (آل عمران) **ف** خاص خاص باتوں سے مراد وہ امور ہیں جنمیں وحی نازل نہ ہوئی ہو اور مہتم بالشان بھی ہوں یعنی معمولی نہ ہوں کیونکہ وحی کے بعد اسکی گنجایش نہیں اور معمولی کاموں میں مشورہ منقول نہیں جیسے دو وقت کا کھانا وغیرہ (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب و برکت) نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ (خیر) خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کرد سے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کیلئے تدبیر یا مشورہ کرتے ہیں) انکے سرگوشی میں البتہ خیر یعنی ثواب و برکت ہے (نساء) **ف** اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اوقات مشورہ خفیہ ہی مصلحت ہے (۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان (مومنین) کا ہر کام (جو قابل مشورہ ہو جسکا بیان اوپر آچکا ہے) آپس کے

مشورہ سے ہوتا ہے (شوریٰ) ف مشورہ پر مومنین کی مدح فرمانا مشورہ کی مدح کی صاف دلیل ہے (۵) انس رضؓ
سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (واقعۂ بدر میں جانے کے متعلق صحابہ سے مشورہ)
فرمایا الخ (عین مسلم) (۶) میمون بن مہران سے روایت ہے کہ کسی مقدمہ میں جب حضرت ابوبکرؓ کو قرآن وحدیث
میں حکم نہ ملتا تو بڑے لوگوں کو اور نیک لوگوں کو جمع کرکے ان سے مشورہ لیتے جب انکی رائے متفق ہو جاتی
تو اسکے موافق فیصلہ فرماتے (عین حکمت بالغہ عن ازالۃ الخفاء عن الدارمی) ف رائے کا متفق ہونا عمل کی
شرط نہیں (العزیمہ علی قتال مانعی الزکوٰۃ مع اختلاف الجماعۃ) (۷) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے
اہل مشورہ علماء ہوتے تھے خواہ بڑی عمر کے ہوں یا جوان ہوں (عین بخاری) ف اخیر کی تین حدیثوں سے
معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا معمول تھا مشورہ لینے کا۔
(۸) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان)
بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اسکو مشورہ دینا چاہیے (عین ابن ماجہ) اب مشورہ کے کچھ آداب ذکر کئے جاتے ہیں
(۹) کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی معرکہ کا ارادہ فرماتے تو اکثر اسکے سوا دوسرے
واقعہ کا پردہ فرماتے الخ (بخاری) ف اس سے معلوم ہوا کہ جس مشورہ کا ظاہر کرنا مضر ہو اسکو ظاہر نہ کرنا چاہئے
(۱۰) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجلسیں امانت کیساتھ ہیں (یعنی کسی
مجلس میں کسی معاملہ کے متعلق کچھ باتیں ہوں انکو باہر ذکر کرنا نہ چاہیئے (اسمیں مشورہ کی مجلس بھی آگئی) مگر
تین مجلسیں الخ (ابوداؤد) ف ان تین مجلسوں کا حاصل یہ ہے کہ کسی کی جان یا مال یا آبرو لینے کا مشورہ
یا تذکرہ ہو اسکو چھپانا جائز نہیں اور جب خاص آدمی کے ضرر کے شبہ میں ظاہر کرنا گناہ ہے تو جسکے ظاہر کرنے
میں عام مسلمانوں کا ضرر ہو اسکا ظاہر کرنا تو اور زیادہ گناہ ہوگا چنانچہ (۱۱) حاطب بن ابی بلتعہ نے بدنیتی
سے نہیں بلکہ غلط فہمی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا ہی راز کفار مکہ کو پہونچا دیا تھا اسپر سورۃ
ممتحنہ کی شروع کی آیتوں میں تنبیہ کیگئی (عین در منثور از کتب حدیث) بلکہ جس معاملہ کا بھی تعلق عام مسلمانوں
سے ہو اگرچہ اسکے ظاہر کرنے میں کوئی نقصان بھی معلوم نہ ہوتا ہو تب بھی بجز ان لوگوں کے جو عقل اور
شرع کے موافق اس معاملہ کو ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں عام لوگوں کو اسکا ظاہر کرنا نہ چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے
نقصان کی طرف اس شخص کی نگاہ نہ پہونچی ہو چنانچہ (۱۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب ان لوگوں کو
کسی امر (جدید) کی خبر پہونچتی ہے خواہ (وہ امر موجب) امن ہو یا (موجب) خوف تو اس (خبر) کو (فوراً) مشہور
کر دیتے ہیں (اسمیں ایسے اخبار اور ایسے جلسے بھی آگئے حالانکہ کبھی وہ غلط ہوتی ہے کبھی اسکا مشہور کرنا خلاف
مصلحت ہوتا ہے) اور اگر (بجائے خود مشہور کرنیکے) یہ لوگ اس (خبر) کو رسول (صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے) کے اوپر

۹۸

اور جو اُن میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں (یعنی اکابر صحابہ اُن کی رای کے اوپر حوالہ رکھتے (اور خود کچھ دخل نہ دیتے) تو اسکو وہ حضرات پہچان لیتے جو اُن میں تحقیق کر لیا کرتے ہیں (پھر جیسا یہ حضرات عملدرامد کرتے ویسا ہی ان خبر اڑانے والوں کو کرنا چاہئے تھا) (نسا،) ف اور اس آیت سے اکثر اخباروں کا خلاف حدود ہونا معلوم ہو گیا البتہ جو اخبار حدود کے اندر ہو اُسکا مفید ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے یعنی (ع۱۳) ابن ابی ہالہ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے حالات کی تلاش رکھتے تھے اور (خاص) لوگوں سے پوچھتے رہتے کہ (عام) لوگوں میں کیا واقعات ہو رہے ہیں (یعنی شمائل ترمذی) **اتفاق** (ع۱۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو (یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کو) اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نااتفاقی مت کرو الخ (آل عمران) (ع۱۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اُن (مسلمانوں) کے دلوں میں اتفاق پیدا کر دیا (انفال) ف احسان کے موقع پر ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اتفاق بڑی نعمت ہے، (ع۱۶) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (تمام امور میں) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت (کا لحاظ) کیا کرو (کہ کوئی کام خلاف شرع نہ ہو) اور آپس میں نزاع مت کرو ورنہ (باہمی نااتفاقی سے) کم ہمت ہو جاؤ گے (کیونکہ قوتیں منتشر ہو جائیں گی ایک کو دوسرے پر وثوق نہ ہوگا اور اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے) اور تمھاری ہوا اُکھڑ جائیگی (مراد اس سے بدرعبی ہے کیونکہ دوسروں کو اس نااتفاقی کی اطلاع ہونے سے یہ امر لازمی ہے) (انفال) ف اسمیں نااتفاقی کی برائی اور اصل چیز اللہ و رسول کی اطاعت یعنی دین کا ہونا مذکور ہے (ع۱۷) ابو الدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو اپنے بعض آثار کے اعتبار سے) روزہ اور صدقہ (زکوٰۃ) اور نماز کے درجہ سے بھی افضل ہے لوگوں نے عرض کیا ضرور خبر دیجئے آپ نے فرمایا وہ آپس کے تعلقات کو درست رکھنا ہے اور آپس کا بگاڑ (دین کو) مونڈ دینے والی چیز ہے (ابو داؤد و ترمذی) اور جن باتوں سے اتفاق پیدا ہوتا ہے یا اتفاق قائم رہتا ہے یعنی آپس کے حقوق کا خیال رکھنا اور جن سے نااتفاقی ہوتی ہے یعنی آپس کے حقوق میں کوتاہی کرنا اُن کا بیان روح نہم میں ہو چکا ہے **صفائی معاملہ و حسن معاشرت** جن لوگوں کو دین کا تھوڑا سا بھی خیال ہے وہ پہلی بات کا یعنی صفائی معاملہ کا تو کچھ خیال کرتے بھی ہیں اور اسکو دین کی بات سمجھتے ہیں اور مسائل نہ جاننے سے کچھ کوتاہی جو ہو جاتی ہے تو اور بات ہے اُسکا آسان علاج یہ ہے کہ میرا رسالہ صفائی معاملات اور پانچواں حصہ بہشتی زیور کا دیکھ لیں یا سن لیں یا جو معاملہ پیش آیا کرے اسکا حکم کسی عالم سے پوچھ لیا کریں اور اگر خود کوئی خیال نہیں کرتا تو دوسرا شخص جس کا حق ہے وہ تقاضا کر کے اس کے کان کھول دیتا ہے واسطے اس جگہ اسکے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی لیکن دوسری چیز یعنی حسن معاشرت کا بہت سے دیندار لوگ بھی خیال نہیں کرتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض دنیا کا ایک انتظام ہے اسکا دین سے کچھ تعلق نہیں اسلئے اسکی کچھ

پروا نہیں کرتے اسکے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں (ع ۱۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو تم اپنے (خاص رہنے کی) گھروں کے سوا (جنمیں کسی دوسرے کے ہونیکا احتمال ہی نہیں جیسے اپنا خاص کمرہ) دوسرے گھروں میں (جنمیں دوسرے لوگ رہتے ہوں خواہ مرد خواہ عورتیں خواہ محرم خواہ غیر محرم) داخل مت ہو جب تک (اُن سے) اجازت حاصل نکر لو (آگے فرمایا) اور اگر (اجازت لینے کے وقت) تمسے یہ کہدیا جاوے کہ (اسوقت) لوٹ جاؤ تو تم لوٹ آیا کرو (اور یہی لوٹ آنیکا بخاری ومسلم کی حدیث میں حکم ہے جب تین بار پوچھنے پر اجازت نہ ملے) (سورۂ نور) ف یہ مسئلہ اجازت چاہنے کا زنانہ اور مردانہ سب گھروں کیلئے ہے اور اسمیں تین حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ گھر والوں کے کسی ناجائز موقع پر نظر نہ پڑجاوے دوسرے یہ کہ کسی ایسی حالت کی خبر نہ ہو جاوے جسکی خبر ہونا اسکو ناگوار ہے تیسرے یہ کہ بعض اوقات دل پر گرانی ہوتی ہے خواہ آرام میں خلل پڑنے سے خواہ کسی کام میں حرج ہونے سے خواہ ملنے کو جی نہیں چاہتا (ع ۱۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو جب تمسے کہا جاوے (یعنی صدر مجلس کہدے) کہ مجلس میں جگہ کھولدو (جسمیں آنیوالے کو بھی جگہ مل جاوے) تو تم جگہ کھولدیا کرو (اور آنیوالے کو جگہ دیدیا کرو) اللہ تعالیٰ تمکو (جنت میں) کھلی جگہ دیگا اور جب کسی (ضرورت سے) یہ کہا جاوے کہ (مجلس سے) اُٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو (خواہ خلوت کی ضرورت سے اٹھاوے اور خواہ دوسری جگہ بیٹھنے کیلئے اٹھاوے) (مجادلہ) (ع ۲۰) حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری باری کی رات میں (اول) بستر پر لیٹ گئے پھر اتنا ہی توقف فرمایا کہ آپنے یہ سمجھا کہ میں سو گئی سو اپنا چادرہ آہستہ سے لیا اور نعل مبارک آہستہ سے پہنے اور دروازہ آہستہ سے کھولا اور باہر تشریف لیگئے پھر دروازہ آہستہ سے بند کر دیا (اور بقیع میں تشریف لیگئے) اور (واپسی پر اسکی وجہ میں یہ) فرمایا کہ میں یہ سمجھا کہ تم سو گئیں اور میں نے تمھارا جگانا پسند نہیں کیا اور مجکو اندیشہ ہوا کہ (تم جاگ کر اکیلی) گھبراؤ گی الخ (عین مسلم) ف حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آپنے سب کام اسلئے آہستہ کئے کہ حضرت عائشہ کو تکلیف نہو خواہ جاگنے کی بھی خواہ صرف گھبرانیکی (ع ۲۱) حضرت مقداد سے ایک لانبی حدیث میں روایت ہے کہ ہم تین آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے بعد عشا آکر لیٹ رہتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا اسلئے سلام تو فرماتے کہ شاید جاگتے ہوں مگر ایسا آہستہ فرماتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سن لیں اور اگر سوتے ہوں تو آنکھ نہ کھلے (عین مسلم بحاصلہ) حسن معاشرت کا مضمون اس جگہ مختصر لکھدیا اسکی تفصیل معلوم کرنیکے لئے رسالہ آداب المعاشرت اور دسواں حصہ بہشتی زیور کا شروع سے ہنر اور پیشوں کے بیان تک ضرور دیکھ لیں یا سن لیں اور یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں مگر جو دوسری کتابوں سے لی ہیں اُن میں لفظ عین لکھدیا ہے + کتبہ اشرف علی -

ف والا مجلس یا مجلس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس ۱۲

روح بست و پنجم

(امتیاز قومی یعنی اپنا لباس اپنی وضع اپنی بول چال اپنا برتاؤ وغیرہ غیر مذہب والوں سے الگ رکھنا)

دوسری قوموں کی وضع و عادت بلا ضرورت اختیار کرنیکو شریعت نے منع کیا ہے پھر انمیں بعضی چیزیں تو ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے اُنکی خصوصیت نہ بھی رہے تب بھی گناہ رہیں گی جیسے داڑھی منڈانا یا حد سے باہر کترانا یا گھٹنوں سے اونچا پائجامہ یا جانگیہ پہننا کہ ہر حال میں ناجائز ہے اور اگر اسکے ساتھ شرعی وضع کو حقیر سمجھے یا اسکی بُرائی کرے تو پھر گناہ سے گذر کر کفر ہو جاویگا اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے اُنکی خصوصیت نہ رہے تو گناہ نہ رہیں گی اور خصوصیت نہ رہنے کی پہچان یہ ہے کہ اُن چیزوں کو دیکھنے سے عام لوگوں کے ذہن میں یہ کھٹک نہو کہ یہ وضع تو فلانے لوگوں کی ہے جیسے انگرکھا یا اچکن پہننا مگر جب تک خصوصیت ہے اسوقت تک منع کیا جاویگا جیسے ہمارے ملک میں کوٹ پتلون پہننا یا گرگابی پہننا یا دھوتی باندھنا یا عورتوں کو لہنگا پہننا پھر ایسی چیزوں میں جو چیزیں دوسری قوموں کی محض قومی وضع ہیں جیسے کوٹ پتلون وغیرہ یا قومی وضع کی طرح اُن کی عام عادت ہے جیسے میز کرسی پر یا چھری کانٹے سے کھانا اُسکے اختیار کرنیسے تو صرف گناہ ہی ہوگا کہیں کم کہیں زیادہ اور جو چیزیں دوسری قوموں کی مذہبی وضع ہیں اُن کا اختیار کرنا کفر ہوگا جیسے صلیب لٹکا لینا یا سر پر چوٹی رکھہ لینا یا جنیو باندھ لینا یا ماتھے پر قشقہ لگانا یا اَجّی پکارنا وغیرہ اور جو چیزیں دوسری قوموں کی نہ قومی وضع ہیں نہ مذہبی وضع ہیں گو اُنکی ایجاد ہوں اور عام ضرورت کی چیزیں ہیں جیسے دیا سلائی یا گھڑی یا کوئی حلال دوا یا مختلف سواریاں یا ضرورت کے بعضے آلات جیسے ٹیلی گراف یا ٹیلیفون یا نئے ہتیار یا نئی ورزشیں جنکا بدل ہماری قوم میں نہو اُن کا برتنا جائز ہے نہ کہ گانے بجانے کی چیزیں جیسے گراموفون یا ہارمونیم وغیرہ مگر ان جائز چیزوں کی تفصیل اپنی عقل سے نکریں بلکہ علماء سے پوچھ لیں اور مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں خواہ وہ بدعتی دین کے رنگ میں ہوں خواہ دنیا کے رنگ میں اُن کی وضع اختیار کرنا بھی گناہ ہے گو کافروں کی وضع سے کم سہی بلکہ مرد کو عورت کی وضع اور عورت کو مرد کی وضع بنانا گناہ ہے پھر ان سب ناجائز وضعوں میں اگر پوری وضع بنائی زیادہ گناہ ہوگا اگر ادھوری بنائی اس سے کم ہوگا۔ اور اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ یہ مسئلہ جس طرح شرعی ہے اسی طرح عقلی بھی ہے کیونکہ مرد کیلئے زنانہ وضع بنانیکو ہر شخص عقل سے بھی بُرا سمجھتا ہے حالانکہ دونوں مسلمان اور صالح ہیں تو جہاں مسلمان اور کافر کا فرق ہو یا صالح و فاسق کا فرق ہو وہاں کافر یا فاسق کی وضع بنانیکو کسکی عقل اجازت دے سکتی ہے اب کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور شیطان نے یوں کہاں کہ میں ان کو (اور بھی) تعلیم دونگا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے (جیسے داڑھی منڈانا بدن گودنا وغیرہ) (نسائی) **ف** بعضی تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے اور حرام ہے جیسی اوپر مثالیں لکھی گئیں اور بعضی تبدیلی صورت کا سنوارنا ہے اور واجب ہے جیسے لبیں ترشوانا ناخن ترشوانا بغل اور زیر

ناف کے بال لینا اور بعضی تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈا دینا یا کٹا دینا یا مٹھی سے زیادہ داڑھی کٹا دینا اور اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ رواج سے کیونکہ اول تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں دوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف پھر وہ ہر زمانہ میں بدلتا بھی رہتا ہے (مثل) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظالموں (یعنی نافرمانوں) کی طرف (باعتبار دوستی یا شرکت اعمال و احوال کے) مت جھکو کبھی تمکو دوزخ کی آگ لگ جاوے الخ (ہود) ف یہ یقینی بات ہے کہ اپنی وضع اور طریقہ چھوڑ کر دوسرے کی وضع اور طریقہ خوشی سے تب ہی اختیار کرتا ہے جب اسکی طرف دل جھکے اور نافرمانوں کی طرف جھکنے پر دوزخ کی وعید فرمائی ہے اس سے صاف ثابت ہوا کہ ایسی وضع اور طریقہ اختیار کرنا گناہ ہے (مثل) عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھپر دو کپڑے کسم کے رنگے ہوئے دیکھے فرمایا یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہیں انکو مت پہنو (مسلم) ف ایسا کپڑا مرد کے لئے خود بھی حرام ہے مگر آپنے ایک وجہ یہ بھی فرمائی معلوم ہوا کہ اس وجہ میں بھی اثر ہے سو یہ وجہ جہاں بھی پائی جائیگی یہی حکم ہوگا (مثل) رکانہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹوپیوں کے اوپر عماموں کا ہونا فرق ہے ہمارے اور مشرکین کے درمیان (ترمذی) ف مرقاۃ میں ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم عمامہ ٹوپیوں کے اوپر باندھتے ہیں اور مشرکین صرف عمامہ باندھتے ہیں اھ (مثل) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی شباہت اختیار کرے وہ ان ہی میں ہے (احمد و ابوداود) ف یعنی اگر کفار و فساق کی وضع بناویگا وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا (مثل) ابی ریحانہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع فرمایا (انمیں یہ بھی ہے یعنی) اور اس سے بھی کہ کوئی شخص اپنے کپڑوں کے نیچے حریر لگادے مثل عجمیوں کے یا اپنے شانوں پر حریر لگادے مثل عجمیوں کے الخ (ابوداود و نسائی) ف اسمیں بھی وہی تقریر ہے جو مثل ۳ میں گذری (مثل) ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی شباہت بناتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی شباہت بناتی ہیں (بخاری) (مثل) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کی وضع کا لباس پہنے اور اس عورت پر بھی جو مرد کی وضع کا لباس پہنے (ابوداود) (مثل) ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ سے کہا گیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتہ پہنتی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے (ابوداود) ف آجکل عورتوں میں اسکا بہت رواج ہوگیا اور بعضی تو انگریزی جوتہ پہنتی ہیں جس سے دو گناہ ہوتے ہیں ایک مردوں کی وضع کا دوسرا غیر قوم کی وضع کا (مثل) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالیٰ بال میں بال ملانیوالی کو اور ملوانیوالی کو (جس سے غرض ہو کہ دیکھنے والوں کو بال لانبے معلوم ہوں) اور گودنے والی کو اور گدوانے والی کو (بخاری مسلم) ف مردوں کا بھی یہی حکم ہے (مثلا) حجاج بن حسان سے روایت ہے کہ ہم حضرت انسؓ کی خدمت

فصل التشبہ ثابت بالقرآن ۱۲

۱۰۲

میں گئے (حجاج اسوقت بچے تھے کہتے ہیں کہ) میری بہن مغیرہ نے مجھ سے قصہ بیان کیا کہ تم اسوقت بچے تھے اور تمہارے سر پر
بالوں کے دو چٹلے یا گچھے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی اور فرمایا انکو مونڈ ڈالو یا کاٹ
دو کیونکہ یہ وضع یہود کی ہے (ابوداؤد) (۱۲) عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا صاف رکھو اپنے مکانوں کے سامنے کے میدانوں کو اور یہود کے مشابہ مت بنو (وہ میلے کچیلے ہوتے تھے) (ترمذی)
ف جب گھر سے باہر کے میدان کو میلا رکھنا یہود کی مشابہت کے سبب ناجائز ہے تو خود اپنے بدن کے لباس میں
مشابہت کیسے جائز ہوگی (۱۳) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جاہل) دیہاتی
لوگ مغرب کی نماز کے نام میں تم پر غالب آجاویں اور (یہ) دیہاتی اسکو عشا کہتے تھے (یعنی تم اسکو عشا مت کہو مغرب
کہو) اور یہ بھی فرمایا کہ (جاہل) دیہاتی لوگ عشا کی نماز کے نام میں تم پر غالب آجاویں کیونکہ وہ کتاب اللہ میں عشا ہے
(اور وہ اسکو عتمہ کہتے تھے اسلئے کہ عتمہ (یعنی اندھیری) میں اونٹوں کا دودھ دوہا جاتا تھا (مسلم) ف اس سے معلوم ہوا کہ بول چال میں بھی
بلا ضرورت ان لوگوں کی مشابہت نہ چاہیے جو دین سے واقف نہیں (۱۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عربی کمان تھی آپ نے ایک شخص کو دیکھا جسکے ہاتھ میں فارس کی کمان تھی آپ نے فرمایا
اسکو پھینک (اور عربی کمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ) اسکو لو اور جو اسکے مشابہ ہو الخ (ابن ماجہ) ف
فارسی کمان کا بدل عربی کمان بھی تھی اسلئے اسکے استعمال سے منع فرمایا معلوم ہوا کہ برتنے کی چیزوں میں بھی غیر قوم ۱۰۳
کی مشابہت سے بچنا چاہیے جیسے کانسی پیتل کے برتن بعضی جگہ غیر قوموں سے خصوصیت رکھتے ہیں (۱۵) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو عرب کے لہجہ اور آواز میں پڑھو (یعنی صحیح اور بلا تکلف) اور اپنے
کو اہل عشق کے لہجہ سے اور دونوں اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) کے لہجہ سے بچاؤ الخ (بیہقی و رزین) ف معلوم ہوا کہ پڑھنے
میں بھی غیر قوموں اور بے شرع لوگوں کی مشابہت سے بچنا چاہیے (۱۶) ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو
بن العاص نے ام سعید دختر ابی جہل کو دیکھا کہ ایک کمان لٹکائے ہوئے تھی اور مردوں کی چال سے چل رہی تھی عبداللہ نے
کہا کہ یہ کون ہے میں نے کہا ام سعید دختر ابوجہل ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے ایسا شخص
ہم سے الگ ہے جو عورت ہوکر مردوں کی مشابہت کرے یا مرد ہوکر عورتوں کی مشابہت کرے (کذا فی الترغیب عن احمد و طبرانی و سقط المبہم) (۱۷)
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کیطرف منہ کرے اور ہمارا ذبح
کیئے ہوئے کو کھائے وہ ایسا مسلمان ہے جس کے لیے اللہ کی ذمہ داری ہے اور اس کے رسول کی سو تم لوگ اللہ
کی ذمہ داری میں خیانت مت کرو (یعنی اس کے اسلامی حقوق ضائع مت کرو) (بخاری) ف اس سے
معلوم ہوا کہ کھانے کی جن چیزوں کو مسلمانوں کے ساتھ خاص تعلق ہے ان کا کھانا بھی نماز وغیرہ
کی طرح علامت ہے اسلام کی۔ سو بعضے آدمی جو گائے کا گوشت بلا عذر کسی کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں

اُس کا ناپسند ہونا اس سے معلوم ہوا (ویؤیدہ شان نزول قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ) غرض ہر بات میں اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے دین کی باتوں میں بھی اور دنیا کی باتوں میں بھی چنانچہ (۱۸) عبداللہ بن عمرو سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت تہتر فرقوں میں بٹجائے گی سب فرقے دوزخ میں جاویں گے بجز ایک ملت کے لوگوں نے عرض کیا اور وہ فرقہ کونسا ہے (جو دوزخ سے نجات پاویگا) آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے اصحاب ہیں (ترمذی) ف طریقہ سے مراد واجب طریقہ ہے جسکے خلاف سے دوزخ کا ڈر ہے اور آپ نے اس طریقہ میں کسی چیز کی تخصیص نہیں فرمائی تو اسمیں دین کی باتیں بھی آگئیں اور دنیا کی بھی البتہ کسی چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا طریقہ ہونا اور اس کا واجب ہونا کبھی قول سے معلوم ہوتا ہے کبھی فعل سے کبھی (نص یعنی) صاف عبارت سے کبھی (اجتہاد اور) اشارہ سے جسکو صرف عالم لوگ سمجھ سکتے ہیں عام لوگوں کو اُن کے اتباع سے چارہ نہیں اور بدون اُن کے اتباع کی غیر عالم لوگوں کا دین بچ نہیں سکتا*

ختم کلام جس قسم کے اعمال کی فہرست کا دیباچہ میں ذکر ہے اُن میں اسوقت جس عمل کو سوچتا ہوں وہ ان چھبیس حصوں میں پاتا ہوں اجمالاً یا تفصیلاً اسلئے رسالہ کو ختم کرتا ہوں البتہ اگر ذوقاً کسی کے ذہن میں اور کوئی عمل آوے یا ان میں سے کسی حصہ کی تفصیل مصلحت معلوم ہو وہ اس کا ضمیمہ بن سکتا ہے۔　۱۰۴

شکر انعام (۱۹) عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے پہونچاتے رہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو (بخاری) (۲۰) ابوالدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دین کے احکام میں چالیس حدیثیں محفوظ کر کے میری امت پر پیش کرے اللہ تعالیٰ اُسکو فقیہ کر کے اُٹھائیگا اور میں قیامت کے دن اُس کا سفارشی اور گواہ ہونگا (بیہقی) الحمد للہ کہ ان حصوں میں تھیں سے زائد آیتوں کی اور غیر مکرر مرفوع تین سو چالیس سے زائد حدیثوں کی تبلیغ ہوگئی اگر کوئی ان حصوں کو چھپوا کر تقسیم کرے یہ ثواب اسکو بھی ملے گا یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں بجز ایک کے جس میں عین لکھدیا ہے*

اشرف علی۔

خاتمۃ الطبع۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کتاب حیوۃ المسلمین بخیر وخوبی اختتام کو پہونچی۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ (احقر محمد عثمان)

قال اللہ تعالیٰ

من عمل صالحا من ذکر او انثی وهو مؤمن فلنحیینه حیوة طیبة

چون نص مزبور مشعر ست از توقف حیوۃ طیبہ بر عقائد صحیحہ و اعمال صالحہ

مطابقۃً و از احتیاج مسلمین بآن حیات التزاماً و رسالہ

حیوۃ المسلمین

وسنہ ۱۳۴۸ھ

کہ جزوے ست از تالیفات

راس المحققین نبراس المدققین جامع شریعت و طریقت سراج الملۃ

حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مد فیوضہم

کہ کافل بود بہ تبیین مہمات چنیں عقائد و اعمال

بنا بر علیہ احقر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی باہتمام خود

در مطبع محبوب المطابع دہلی طبع کنانید

قیمت فی جلد — دس آنے ۱۰/

فہرست مضامین حیوۃ المسلمین

فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام

شائقین تاریخ اسلامی کو ہم یہ مژدہ جانفزا سناتے ہیں کہ جناب مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری نے فتوح الشام کا نہایت سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کیا ہے قدیم ترجمہ میں جو پیچیدگی اور الجھن ہے وہ باخبر حضرات سے پوشیدہ نہیں اس زمانہ میں چونکہ اردو زبان روز بروز شستہ ہوتی جاتی ہے اس لئے اس پرانے ترجمہ نے اہم تاریخی واقعات و اسلامی فتوحات کی واقفیت کا دروازہ بند کردیا تھا اور شائقین زمانہ حال کے موافق ایک عمدہ اور بامحاورہ ترجمہ کے منتظر رہتے تھے الحمدللہ کہ اس انتظار کی مدت اب ختم ہوگئی اور **فیوض الاسلام** ترجمہ جدید **فتوح الشام** نہایت آب و تاب سے شائع ہوکر نور افزائے دیدۂ و دل مشتاقان ہوا۔ اس ترجمہ سے آپ کو غازیان اسلام و مجاہدین ملت کی اولوالعزمی و جاں نثاری کے جرأت آموز حالات معلوم ہوں گے اور مشہور و نامور سپہ سالاران اسلام حضرات ابو عبیدہ بن جراح و حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی مدبرانہ شجاعت و حکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے مخلصانہ جوش پیدا کرکے اسلام کی سرفروشانہ خدمات کے لیے آپکو مستعد کرینگے۔ یہ ترجمہ اسلام کے عروج و نزول کے صحیح اسباب بتاکر ان تمام ملمع کاریوں کی حقیقت بھی واضح کرے گا جن سے مسلمان دھوکا کھاکر منزل مقصود سے کوسوں دور ہوتے جاتے ہیں اور باوجود ہزار شور و فریاد مخالفین کے نزدیک ان کا اقتدار کم ہوتا جاتا ہے پس اے شیفتگان حریت اسلامی اور اے دلدادگان شوکت ملی فتوح الشام کے جدید ترجمہ سے عروج اسلامی کا سچا و صحیح نقشہ دیکھکر اپنی تباہی و بربادی کے اسباب معلوم کرو اور اپنی بزدلی و بے غیرتی پر آنسو بہاکر غیور و اولوالعزم شجاعان اسلام کے کارناموں کو اپنا رہنما بناؤ

ضخامت (۸۲۰) صفحات قیمت اصلی ۵ روپیہ محصولڈاک ۱۱/

گفت از چشم تو چشم من یقین بیگمان روشن تر است و دور بین

یعنی اونٹ نے کہا کہ (اول تو) یقیناً اور بے گمان میری آنکھ تیری آنکھ سے زیادہ روشن اور دور بین ہے۔

بعد ازان ہم از بلندی ناظرم زین سبب در رو نیفتم حاضرم

یعنی اس کے بعد یہ ہے کہ میں بلندی سے دیکھتا ہوں تو اس سبب سے میں منہ کے بل نہیں گرتا تو میں حاضر ہوں یعنی دیکھ تو میں حاضر ہوں میرا امتحان کرلو کہ یہ باتیں درست ہیں یا غلط۔

خوش برآیم بر سر کوہ بلند آخر عقبہ ببینم ہوشمند

یعنی میں ایک کوہ بلند پر اچھی طرح آتا ہوں اور گھاٹی کے آخر حصہ کو دیکھ لیتا ہوں اس حال میں کہ ہوشمند رہتا ہوں۔

۱۰۵

پس ہمہ پستی و بالائی راہ دیدہ ام را وا نماید ہم آلہ

یعنی پس تمام نشیب و فراز راہ کو حق تعالیٰ میری آنکھ کو دکھا دیتے ہیں۔

ہر قدم من از سر بینش نہم از عثار و اوفتادن وا رہم

یعنی میں ہر قدم بصیرت سے رکھتا ہوں تو ٹھوکر اور گرنے سے چھوٹ جاتا ہوں۔

تو نہ بینی پیش خود یک دو سہ گام دانہ بینی و نہ بینی رنج دام

یعنی تو اپنے آگے دو تین ایک قدم تک دیکھ لیتا ہے تو دانہ کو تو دیکھ لیتا ہے مگر دام کی تکلیف کو نہیں دیکھتا۔ یعنی دو تین قدم تک سڑک صاف تو دیکھ لی مگر اس کے بعد جو غار ہے اسکو دیکھا ہی نہیں اس سے گر جاتا ہے۔

کَیسْتَوِی الاعمیٰ لدیکم والبصیر فی المقام والنزول والمسیر

یعنی کیا تمہارے نزدیک اعمیٰ اور بصیر ٹھیرنے میں اور اوترنے میں اور چلنے میں برابر ہیں یعنے برابر نہیں ہے توبس جو راہ کو دیکھ رہا ہے وہ تو بے کھٹکے چلا جاوے گا اور جو اندھا ہے وہ راستہ ہی میں مرے گا آگے پیر اون ساحروں کی قصہ کیطرف رجوع ہے جس کا حاصل یہہ ہے کہ اگر ہم مر بھی جاویں گے تو کیا ہے ہم کو حق تعالیٰ جذب فرماویں گے اور ہم اس طرف منجذب ہو جاویں گے اصل مضمون تو یہ ہے اب اس کے لیئے اول ایک تمہید نہایت نفیس بیان فرماتے ہیں کہ۔

۱۰۶

چون جنین را در شکم حق جان دہد — جذب اجزا در مزاج او نہد

از خورش او جذب اجزا میکند — تار و پود جسم خود را مے تند

تا چہل سالش بجذب جزوہا — حق حریصش کردہ باشد در نما

جذب اجزا روح را تعلیم کرد — چون نداند جذب اجزا شاہ فرد

جامع این ذرہا خورشید بود — بے غذا اجزات را داند ربود

آن زمانے کہ در آئے تو زخواب ۔۔۔ ہوش و حس رفتہ را خوانند شتاب

تا بدانے کان ازو غائب نشد ۔۔۔ باز آید چون کہ فرماید کہ عد

ہین عزیرا درنگر اندر حزت ۔۔۔ کہ بپوسیدست و ریزیدہ برت

پیش تو گرد آوریم اجزاش را ۔۔۔ آن سر و دم وو گوش و پاش را

دست نے و جزو برہم مے نہد ۔۔۔ پارہ ہا را اجتماعے مے دہد

درنگر در صنعت پارہ زنے ۔۔۔ کو ہمی دوزد کہن بے سوزنے ۱۰۷

ریسمان نے سوزنے نے وقت خرز ۔۔۔ آنچنان دوزد کہ پیدا نیست درز

چشم بکشا حشر را پیدا بہ بین ۔۔۔ تا نماند شبہ ات در یوم دین

تا بہ بینی جامعیتم را تمام ۔۔۔ تا نلرزی وقت مردن زاہتمام

ہمچنان کہ وقت خفتن ایمنے ۔۔۔ از فوات جملہ حسہائے تنی

بر حواس خود نہ لرزی وقت خواب ۔۔۔ گرچہ مے گردد پریشان و خراب

کیسکو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ بھلا ذراسی دیر میں ساحران فرعون واصل الی اللہ کیسے ہو گئے یا تفرق کے بعد جسم کیونکر مل سکتا ہے اِس کے جواب کے لیے اولاً کچھ تمہید کی ضرورت ہے وہ یہ کہ جب بچۂ شکم کو حق سبحانہ جان عطا فرماتے ہیں تو اوس کے اندر خواہش جذب غذا اور قوت جاذبۂ غذا پیدا کرتے ہیں جس سے کہ اجزاء منفصلہ جزو جسم ہو جاتے ہیں اور وہ جنین اوس کے ذریعہ سے اجزاء جسم مادر کو کھینچتا اور اپنے جسم کو تیار کرتا ہے اور اوسوقت سے لیکر چالیس برس کی عمر تک یہ قوت اوس کے اندر اپنی پوری قوت کے ساتھ موجود رہتی ہے اور وہ جذب غذا کر کے بڑھتا رہتا ہے اور یہ سب کچھ حق سبحانہ ہی کا کیا ہوا ہے یہ تو جسم کی حالت تھی اب روح کی حالت سنو۔

حق سبحانہ نے روح کو اپنی غذا کے اجزا کو جذب کرنا سکھلایا ہے اور بہ تعلیم حق سبحانہ وہ بھی اپنی غذا کو جذب کرتی ہے جب یہ امر ممہد ہو چکا تو اب سمجھو کہ جب حق سبحانہ دوسروں کو قوت جذب عطا کرتے ہیں تو وہ اجزا کو اپنی طرف کھینچنا یا اُنکو ایک دوسرے کی طرف بلا ضرورت تغذی کھینچنا کیوں نہ جانیں گے۔ بلکہ جب بواسطہ قوت جاذبہ تغذی کے واسطہ ذرات کو جمع کرنے والا وہی آفتاب حقیقی ہے تو وہ بدون توسط قوت جاذبہ اور بلا ضرورت تغذی بھی تمہارے اجزاء کو اپنی طرف یا اون کو آپس میں ایک دوسرے کی طرف لیجانا۔ اور اونکا ملا دینا ضرور جانتے ہیں۔ اب نہ انجذاب ساحران الی الحق مستبعد رہا نہ تفرق انصال جسم کے بعد اوس کا اتصال۔ نہ حشر اجساد۔ آگے حشر اجساد یا مطلق اتصال تفرق جسم کے امکان و وقوع پر مزید تنبیہ فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ دیکھو جب تم خواب سے بیدار ہوتے ہو تو تمہارے ہوش و حواس جو جا چکے تھے حق سبحانہ اونکو فوراً واپس بُلا لیتے ہیں۔ اور تم سوتے میں آجاتے ہو یہ اسلئے ہے تاکہ تم جان لو کہ وہ اُن سے غائب نہوئے تھے بلکہ اس طرح اُس کے قبضہ میں تھے کہ جب وہ اون کو واپسی کا حکم دے تو وہ فوراً لوٹ آئیں گے ایک اور تنبیہ فرماتے ہیں اور حضرت عزیر علیہ السّلام کا قصہ بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق سبحانہ نے عزیر علیہ السّلام کو خطاب فرمایا کہ اے عزیر تم اپنے گدہے کو دیکھو جو تمہارے نزدیک بوسیدہ اور ریزہ ریزہ پڑا ہے ہم تمہارے سامنے ہی اِس کے تمام اجزاء سر۔ دُم۔ دو کان

۱۰۸

کان - پاؤں وغیرہ کو جمع کرتے ہیں واقعی عجیب قدرت ہے کہ دست متعارف نہیں اور اسپر بھی اجزا کو ترکیب دیتے اور ٹکڑوں کو ایک جا کر دیتے ہیں۔ دیکھو اگر کوئی پیوند لگانیوالا پھٹے پرانے اور پھٹے کپڑہ کو بلا سوئی کے سی دے تو کس قدر عجیب کاریگری ہے۔ پس یہی شان حق سبحانہ کی ہے کہ نہ تاگا ہے نہ سوئی اور جب سیتے ہیں تو ایسا سیتے ہیں کہ جوڑ نہیں معلوم ہوتا ہے یعنی بلا آلات کے ترکیب دیتے ہیں اور ترکیب ایسی عجیب ہوتی ہے کہ جوڑ نہیں معلوم ہوتا۔ اس کے بعد مولانا مضمون سابق کیطرف رجوع فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق سبحانہ نے حضرت عزیر علیہ السلام سے فرمایا کہ ہم تیرے گدہے کو زندہ کرتے ہیں تو آنکھ کھول۔ اور حشر کو دنیا ہی میں دیکھ لے یہ ہم اسلئے کرتے ہیں تاکہ تم کو قیامت کے بارہ میں کچھ بھی شک و شبہ نہ رہے اور تاکہ میری جامعیت کا تمکو پورے طور پر مشاہدہ ہو جاوے۔ اور موت کے وقت تمکو اپنے جسم کے فنا ہونے کا ذرا بھی غم نہو۔ اور تمہاری حالت ایسی ہو جاوے جیسا کہ سونے کے وقت تم کو اطمینان ہوتا ہے اور حواس حسیہ کے فوت ہونے کا کچھ بھی کھٹکا نہیں ہوتا۔ اور اگرچہ سوتے وقت وہ سب پریشان اور خراب ہو جاتے ہیں مگر تم اونکی اس حالت سے ذرا بھی نہیں تھراتے دیکھو ان واقعات سے بھی تفرق کا اتصال سے بدلجانا اور حشر اجساد کا واقع ہونا ہر دو غیر مستبعد ثابت ہو گئے۔

شرح شبیری

چون جنین را در شکم حق جان دهد ۔۔۔ جذب اجزا در مزاج او نهد

یعنی حق تعالے جب پیٹ میں جنین کو روح عطا فرماتے ہیں تو اُس کے مزاج میں جذب اجزا رکھہ دیتے ہیں۔

از خورش او جذب اجزا میکند   تار و پود جسم خود را مے تند

یعنی وہ اجزار غذائیہ کو جذب کرتا ہے اور اپنے جسم کے تار و پود کو تنتا ہے یعنی وہ اجزا غذائیہ کو جذب کر کے نشو و نما حاصل کرتا ہے یہ حالت تو اوسکی حالت جنینیت میں ہوتی ہے اور جب پیدا ہو لیتا ہے تو اوسوقت یہ ہوتا ہے کہ

تا چہل سالش بجذب جزو ہا   حق حریصش کردہ باشد در نُما

یعنی چالیس سال تک جذب اجزار میں حق تعالیٰ اوسکو نشو و نما کے لیے حریص کر دیتے ہیں یعنی بعد پیدائش کے وہ چالیس سال تک نشو و نما کے لیے اجزار غذائیہ کو جذب کرتا رہتا ہے جب معلوم ہوا کہ بعد روح پڑنے کے انسان کو حق تعالیٰ آخر عمر تک جذب اجزار غذائیہ تعلیم فرماتا ہے تو اب آگے فرماتے ہیں کہ۔

۱۱۰

جذب اجزا روح را تعلیم کرد   چون نداند جذب اجزا شاہ فرد

یعنی جذب اجزار (غذائیہ) جب روح کو تعلیم کیا ہے تو وہ شاہ یکتا خود جذب اجزا کو کیوں نہ جانے گا مطلب یہ کہ حق تعالےٰ نے جب روح کو جذب سکھایا تو خود تو کیوں جذب نہ کریں گے لہذا اگر یہاں سے موت ہو گی تو وہ جذب حق ہے کہ اپنے پاس بلا رہے ہیں۔

جامع این ذرہا خورشید بود   بے غذا اجزات را داند ربود

یعنی ان ذرات کا جامع خورشید ہی تھا بے غذا کے وہ تمہارے اجزار کو ربودہ کرنا جانتا ہے مطلب یہ ہے کہ تمہارے اجزار بدنی کا جامع حق تعالیٰ ہی ہے اور روح جو اجزار کو جذب کرتی ہے اوسمیں تو خود اوسکی غرض بھی ہوتی ہے کہ اوسکو اوس سے غذا ملتی ہے مگر حق تعالیٰ اب اس کے کہ اونکو لالچ غذا وغیرہ کی ہو تمہارے اجزاء کو جذب اور جمع فرماتے ہیں سبحان اللہ سبحان اللہ آگے تقریب فہم کے لیے اس جذب اجزار اور جمع اجزا کی

ایک نظیر بیان فرماتے ہیں کہ

آن زمانے کہ در آئی تو ز خواب ہوش و حس رفتہ را خواند شتاب

یعنی جس وقت کہ تم نیند سے اُٹھتے ہو تو حق تعالیٰ تمہارے گئے ہوئے ہوش و حواس کو جلدی سے بُلا دیتے ہیں۔

تا بدانی کان ازو غائب نشد باز آید چون بفرماید کہ عد

یعنی تاکہ تم جان لو کہ وہ اوس سے غائب نہ تھا اور وہ لوٹ آتا ہے جبکہ وہ فرماتے ہیں کہ لوٹ مطلب یہ ہے کہ دیکھو تم جب سو جاتے ہو تو تمہارے سارے ہوش و حواس گم ہو جاتے ہیں اوس کے بعد جب جاگتے ہو تو حق تعالیٰ اون کو دوبارہ واپس فرما دیتے ہیں اور تم اونکو پھر جذب کر لیتے ہو تو جس طرح کہ وہ تمہارے اُٹھتے ہی سارے حواس کو جمع فرما دیتے ہیں اور وہ تم سے غافل نہیں ہوتے اسی طرح وہ تم کو جذب فرمالیں گے اور جمع فرما دیں گے آگے حضرت عزیر علیہ السلام کے گدھے کی ہڈیوں کے جمع ہونے کے قصہ کو بیان فرماتے ہیں۔ کہ دیکھو جس طرح کہ اوسکو حق تعالیٰ نے جمع کیا اسی طرح وہ تمکو جمع فرمالیں گے اور اس جسم ظاہری کے جاتے رہنے سے اونکو جمع میں کوئی دقت نہ ہوگی بلکہ وہ بے اس جسم کے ہی اپنی طرف جذب فرمالینگے

عزیر علیہ السلام کے گدھے کا بعد مرنیکے جمع ہونا اور اسکو اونکی آنکھوں کے سامنے سواری کے قابل ہو جانا

ہین عزیرا در نگر اندر خرت کہ بپوسیدست و ریزیدہ برت

یعنی (ارشاد حق ہوا کہ) اے عزیر ذرا اپنے گدھے کو دیکھنا کہ تمہارے سامنے وہ بوسیدہ اور ریزہ ریزہ ہوگیا ہے۔

۱۱۱

پیش تو گرد آوریم اجزاش را	آن سر و دم و دو گوش و پاش را

یعنی ہم تمہارے سامنے اوس کے اجزار کو جمع کرتے ہیں اسکو سر کو اور دُم کو اور دونوں کانوں کو اور اوس کے پاؤں کو مولانا فرماتے ہیں کہ۔

دست نے و جزو برہم مے نہد	پارہا را اجتماعے مے دہد

یعنی حق تعالیٰ کے ہاتھ نہیں ہے اور اجزار کو ایک دوسرے پر رکھتے ہیں اور ٹکڑوں کو اجتماع دیدیتے ہیں۔

درنگر در صنعت پارہ زنے	کو ہمی دوزد کہن بے سوزنے

یعنی ذرا اس پیوند لگانے والے کی صنعت کو دیکھو کہ وہ کہنہ کو بے سوئی کے سیتا ہے

۱۱۲

ریسماں نے سوزنے وقت خرز	آنچناں دوزد کہ پیدا نیست درز

یعنی سینے کے وقت نہ تاگا ہے نہ سوئی ہے۔ اور ایسا سیتا ہے کہ کہیں درز ظاہر نہیں ہے سچ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی قدرت میں اپنی طرف نظر کرتے ہوئے حیرت ہوتی ہے ورنہ قدرت حق کے آگے تو کوئی حیرت کی بات ہے ہی نہیں ہم اپنی حالت کو دیکھیں کہ نہ تاننہ ہے اور نہ سوئی نہ تاگا اور پھر اجزا اس طرح جڑیں کہ کہیں درز نہیں سبحان اللہ تعالیٰ علوا کبیرا دیکھئے زخم ہوتا ہے کھال پھٹ کر الگ ہوجاتی ہے اوس کے بعد وہ آکر اس طرح ملجاتی ہے کہ یہ بھی خبر نہیں کہ یہاں کبھی زخم ہوا بھی تہا۔ بھلا بتلاؤ کہ یہ کون کرتا ہے اور اسپر طرہ یہ کہ ہم بدذات لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں مگر پھر رحمت کم نہیں ہوتی شیخ شیرازی خوب فرماتے ہیں ؎

خدائے راست مسلم بزرگواری و حلم	کہ جرم بیند و نان برقرار مے دارد

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ٥

(باقی آیندہ)

(۱۴۲) فرمایا کہ اہل بدعت اور جملہ غیر اللہ کی عبادت کرنیوالونکی ایسی مثال ہے جیسے شیطان کی کہ کمبخت نے حضرت آدم علیہ السلام کو تو سجدہ بھی نہیں کیا حالانکہ یہ حکم خداوندی تھا اور اون کی اولاد سے زنا اور اغلام کراتا ہے اور عار نہیں آتی اس بیحیائی کا بھی کوئی ٹھکانا ہے سجدہ کرنے میں تو آپ کو خاک ونا یاد آئے اور پھر اوس خاک کے نیچے آپڑتا ہے اوسکا کچھ بھی خیال نہیں۔ اسیطرح اہل دنیا کی حالت ہے کہ خداوند تعالیٰ کے تو خلاف کرتے ہیں اور اوس کے ادنی ادنے مخلوق کے سامنے سجدہ کرتے پھرتے ہیں مساجد میں سجدہ کرنیمیں عار آتی ہے اور مقابر پر جا کر ناک رگڑتے ہیں بہت سے رئیسونکو دیکھا ہے کہ وہ مسجد میں آنا اپنی حقارت سمجھتے ہیں اور قبروں کی خاک اپنے منہ کو ملتے ہیں زکوۃ دینے میں دم نکلتا ہے اور ڈوم میراسی طوائفوں میں خوب خرچ کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اہل اللہ سے نفرت کرتے ہیں اور شیاطین کا اتباع کرتے ہیں انبیاء پر طعن اور ساحروں پر اطمینان کرتے ہیں بلی سے خوف اور شیر سے بیفکری خالق سے بے نیازی اور مخلوق کی غلامی کرتے ہیں انکی وہی مثال ہے جو مولانا روم نے فرمائی ہے

شعر۔ دست بوسی چوں رسید از دست شاہ　　پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

اور پیر اپنے کو جنید وقت اور شبلی دوران سمجھتے ہیں ایسے ولیونکی بعینہ وہ حالت ہے جو کہ مولانا نے فرمایا

کار شیطان میکنی نامت ولی　　گرولی این است لعنت بر ولی

حرف درویشان و نکتہ عارفان　　بستہ اند ایں بیحیایان بر زباں

علماء تصوف کی اصطلاحیں یاد کرلی ہیں اور مطلب خاک نہیں سمجھتے اسکے بعد حکایت بیان فرمائی کسی بزرگ نے شیطان سے کہا کہ کمبخت بڑا بیحیا ہے اور بڑا بے عقل ہے تو نے تو ہمارے باپ کو سجدہ بھی نہیں کیا اور انکی اولاد سے زنا کراتا ہے۔

(۱۴۳) فرمایا کہ بعض لوگونکو بدون سختی کے شفا نہیں ہوتی یہ میرا بارہا دفعہ کا مشاہدہ ہے اب لوگ مجھے سخت کہتے ہیں اب بتلایئے جب مجھے پورا یقین ہو جائے کہ بدون سختی کے فلاں شخص کا مرض نہیں جائیگا تو میں سختی نہ کروں تو یہ خیانت ہے یا نہیں چنانچہ ایک شخص حضرت والا کے پاس آیا کہ حضرت میرا جی عیسائی ہونیکو چاہتا ہے حضرت والا نے اون کے ایک چپت رسید کیا کہ منہ پھر گیا اور دوسرا دوسری طرف اور فرمایا کہ اپنا خدا ہونیکو کیوں نہیں دل چاہتا ہے کمبخت عیسائی ہوکر تو غلام رہے گا خود عیسیٰ ہی کیوں نہیں بنجاتا اور عیسیٰ ہو نہیں ہی پھر خدا کی غلامی کرنی پڑے گی خدائی کا دعویٰ ہی کیوں نہیں کرتا اور پھر ایک لات رسید کی کہ جا دور ہو یہاں سے وہ خانقاہ سے نکلکر بھاگنے لگا تو ڈانٹ کر فرمایا کہ باہر کو کیوں جاتا ہے مسجد میں کیوں نہیں جاتا وہ شخص خوف زدہ ہوکر مسجد میں جا بیٹھا تھوڑی سی دیر کے بعد خود آکر کہا کہ میری کل خبطی جاتی رہی

۷۳

اور تسکین ہوگئی اس کے بعد ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص اپنی نیک بیوی کو چھوڑ کر ایک بازاری عورت کے یہاں
جایا کرتا تھا حالانکہ بیوی بہت حسین اور خدمتگزار بھی تھی مگر یہ ایک سنتا تھا اس بیوی نے سوچا کہ آخر یہ
کیا بات ہے ہم بھی تو معلوم کریں اوسمیں وہ کونسی خوبی کی بات ہے جو ہم میں نہیں معلوم ہوا کہ وہ نخرے کیا کرتی ہے
اور جب یہ اس کے یہاں جاتے ہیں تو دس بیس گالیاں سنا دیتی ہے اور دو چار پاپوش لگا دیتی ہے جب گھر آئے
تو اون بیوی سے کچھ کام کو کہا اون بیوی نے اول تو خوب گالیاں سنائیں اور پھر جوتہ لیکر مارا بس
سیدھے ہوگئے اور کہا کہ اب سب نعمتیں گھر موجود ہوگئیں اب کہیں نہیں جائیں گے۔

(۱۴۴) فرمایا لوگ مجذوبوں کے پیچھے پڑے ہوئے اور بہت معتقد ہیں اور ہر مجنون کو مجذوب سمجھتے ہیں
حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر مجنون مجذوب ہی ہوا کرے اسمیں ایک نکتہ ہے جسکی وجہ سے لوگ مجذوبوں کے طالب ہیں
وہ یہ ہے کہ مجذوب جو کچھ کہدیتا ہے وہی ہوجاتا ہے حالانکہ اون کے کہنے سے نہیں ہوتا ہے وہی منجانب اللہ ہوتا ہے
یعنی جب کوئی کام منجانب اللہ ہونیوالا ہوتا ہے تو اونکو اس کا انکشاف ہوجاتا ہے نہ کہ وہ کام ان کے کہنے کیوجہ سے
ہوتا ہے بلکہ انکا کہنا اسی کیوجہ سے ہوتا ہے اگر یہ نہ بھی کہتے تو تب بھی ہوتا اوسکی ایسی مثال ہے جیسے تار بابو کے
پاس تار آتا ہے اور وہ اوسکو لکھکر لوگوں کو تقسیم کر دیتا ہے تو مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ جو چاہتا ہے وہ خبر دیتا ہے بلکہ
اوس کے پاس دوسری جگہ سے خبر آتی ہے اوسکو لکھکر تقسیم کر دیتا ہے اوسمیں اونکو دخل نہیں اگر اوپر سے آمد نہو تو پھر کچھ نہیں
لکھ سکتا اب اگر کوئی اپنی بیوقوفی سے تار بابو کو مٹھائیاں اور نذرانہ پیش کرنے لگے تو اسمیں کسیکا کیا نقصان
ہے اور اس بیوقوفی کا کیا علاج یہ لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ یہ خبریں اس بابو کے اختیار میں ہیں خواہ اچھی خبریں
دیں خواہ بُری خبریں دیں حالانکہ بابو کو اوس کے اخفا و اظہار میں کوئی دخل نہیں بلکہ تم اگر اسکو برا بھی
کہوگے تب بھی وہ اسمیں کمی زیادتی نہیں کر سکتا غرضکہ مجذوب وغیرہ کے قول کا کچھ اثر نہیں ہوتا لوگ
ناحق اپنا وقت خراب کرتے ہیں دعا تو سالک سے کرانی چاہیئے کہ اونکی دعا کا اثر ہوتا ہے اور وہ خلاف انکشاف
بھی دعا کر سکتے ہیں بخلاف مجذوب کے کہ اونکو اسکی اجازت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اونکو بوجہ نقصان حال
اس انکشاف کا یقین ہوگیا ہے اور سالک کو بوجہ کمال حال کشف کا یقین نہیں ہوتا۔

(۱۴۵) جاہل صوفی روزہ نماز کو فضول اور وظائف و اذکار کو اصل کہتا ہے حالانکہ ذکر و
شغل بدون حج روزہ نماز زکوۃ کے سب بے فائدہ ہے کیونکہ ذکر و شغل تو روزہ نماز کی تقویت کے لیے ہیں
اصل میں یہ ارکان تو بمنزلہ پودوں کے ہیں اور ذکر و شغل بمنزلہ پانی اب اگر کوئی احمق پودوں کو
کھود کر پھینکدے اور پانی برابر جاری رکھے تو اس احمق کے بارے میں کوئی کیا حکم لگاویگا
ظاہر ہے۔ الحمد للہ ملفوظات ملقبہ بہ مزید المجید تمام ہوئے۔

۷۴

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا الْاٰیَة

چون نص مزبور مخبرست از مطلوبیت کلمات حسنہ تکلماً بالمطابقة

واستماعاً واشاعةً بالالتزام وکراسہ

مزید المجید

سنہ ۱۳۴۸ھ

کہ حصہ ایست از ملفوظات

سراج الملة حکیم الامة ماحی البدعة محی السنة زبدة السالکین قدوة

العارفین حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مد ظلہ

مصداقی بود از ہمچون کلمات حسنہ

بنا بر علیہ احقر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

باہتمام خود

در مطبع محبوب المطابع دہلی طبع کنانیدہ شایع گردانیدہ

قیمت فی جلد ۶ـ

احادیث تصوف کی کسوٹی

یعنی

التشرف بمعرفت احادیث التصوف

آجکل خصوصیت سے تصوف کے بارہ میں جو افراط و تفریط ہو رہی ہے اُسکی اصلاح امام العلماء رئیس الاتقیاء محی السنۃ طبیب الملۃ سراج الملۃ حکیم الامۃ مولٰنا شاہ **محمد اشرف علی** صاحب تھانوی مد فیوضہم نے ہمیشہ خاص توجہ مبذول رکھی ہے اصول و احکام تصوف ثابت فرماکر منکرین کو اُنکی تعمیل پر آمادہ کیا کم ہمتوں کے واسطے آسان سے آسان طریق تجویز کرکے تسہیل فرمادی ناقصوں کو تکمیل طرف توجہ دلائی۔ غلو کرنے والوں کو تعدیل کا امر فرمایا۔ غرض ہر شخص پر مواعظ و مضامین ملفوظات وغیرہ ہر طریقہ کیساتھ حجت تمام کردی جیسا کہ حضرت مولانا موصوف دام ظلہم العالی کی تصانیف سے مستفید ہونے والے حضرات پر خوب روشن ہے خاصکر جن لوگوں نے التکشف اور تربیۃ السالک کلید مثنوی اور مواعظ کو دیکھا ہوگا اون کے سامنے کسی کتاب کی خوبی بیان کرنیکے لیے اس سے زیادہ ضرورت نہیں ہے کہ مولٰنا موصوف کی تصنیف ہونا ثابت کردیا جائے۔

اسوقت یہ ایک نئی تالیف چھپی ہے اسلئے شائقین کی اطلاع کے لیئے اعلان کیا جاتا ہے علامہ موصوف نے اِس مرتبہ کتاب میں تصوف سے تعلق رکھنے والی حدیثوں کی تحقیق فرمائی ہے جن حدیثوں کا صحیح ہونا معلوم ہوکر منکرین تصوف کا انکار کافی ہوجاتا ہے اور جو روایت در اصل حدیث نہ تھی بلکہ کسی بزرگ کا قول تہا اور غلطی سے عوام نے اسکو حدیث مشہور کردیا ہے اُسکی اصلیت ظاہر فرمانے کے ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمادیا ہے کہ بزرگوں کا یہ قول فلاں دلیل شرعی سے ثابت ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے۔ دوسرے کالم میں خود حضرت مؤلف سلمہ ہی کا ترجمہ ہے اس صورت سے ہر طبقہ کے لیے نفع عام اور تام ہوگیا ہے ٭ اس نایاب ذخیرہ کو شائقین تصوف جلد از جلد منگاکر حرز جان بنائیں اور منکرین تصوف بھی ضرور اسکو ملاحظہ کرکے اپنی علمی و عملی غلطی کو زائل کریں۔ ضخامت ۱۷۰ صفحات۔ قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک چار آنے۔

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

اِکمالُ الشِّیَم

دوسری بار نئی خوبیوں کے ساتھ طبع ہوئی ہے

اِس لاجواب کتاب کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ کہنے کی حاجت نہیں کہ یہ کتاب الحکم کی بےنظیر شرح ہے جسکے مصنف شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری ہیں، جنکی جلالت و عظمت پر صوفیہ کرام کا اتفاق ہے اصل کتاب عربی میں تھی جسکی تبویب شیخ علی متقی مصنف کنز العمال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور حضرت اقدس قطب العارفین رئیس السالکین مقدم العلماء الراسخین مولانا الحافظ الحاج شاہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی قدس سرہٗ نے اعلیحضرت شیخ العرب والعجم قطب العالم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کے ارشاد سے اردو میں ترجمہ فرمایا پھر مولانا الحافظ الحاج مولوی محمد عبد اللہ صاحب گنگوہی نے اسکی مفصل شرح فرمائی اور حضرت اقدس حکیم الامۃ المحمدیہ مجدد الملۃ الاسلامیہ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے اسکو بیحد پسند فرماکر خانقاہ امدادیہ کے درس سلوک میں داخل فرمایا۔ اور سالکین کو بتاکید اسکے مطالعہ کا حکم فرماتے ہیں، علاوہ کتاب کے فی نفسہ مفید ہونیکے ایک خصوصیت اسمیں یہ ہے کہ گو اسکی شرح میں عربی شرح سے مدد لیگئی ہے جسکو شارح نے دیباچہ میں ظاہر کیا ہے لیکن زیادہ تر امداد حضرت اقدس حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدفیوضہم کی تحقیقات تقریری و تحریری سے لیگئی ہے جیسا کہ مراجعت ماخذ سے معلوم ہوسکتا ہے منتسبین حضرت حکیم الامۃ کے لیے اسکو داخل درس کرائے جانیکی بڑی وجہ یہی ہے اس بناء پر حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ کے افادات کے شائقین کو خصوصیت کیساتھہ اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور طبع ثانی میں تتمیم فائدہ کے لیے آخر میں حضرت والا کے چند خاص افادات کا مجموعہ ملقب بہ السبیل لعابری السبیل بھی اضافہ کردیا گیا ہے جنمیں تصوف کا نہایت جامع مانع خلاصہ اور نہایت ہی سہل طریق عمل ارشاد فرمایا ہے جو قریب قریب تمام مطولات سے مستغنی ہوگیا ہے۔

قیمت :- ایک روپیہ چار آنے (عہ) محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

(۱) جیسے انقلاب عصائے موسےؑ میں کہا جاتا ہے۔ اور اِس اشتباہ کا جو منشا ہے اوسکو انتباہ دوم میں رفع کر دیا گیا ہے۔ پس قادرِ مطلق نے جس طرح خود اسباب طبعیہ کو بلا اسباب طبعیہ کے پیدا کیا ہے

(۲) ترجمہ فارسی میں کیا زنے برو دو گوش قل علی ے مالید ہر چند طلبیدم مگر حجام۔ اور ایک نے اِس عبارت کا کہ (ایک شخص جا من میرے پاس لایا گلی ہوئی تھی کہائی نہ گئی) شخصے بر دل پیش من آورد کوچہ بود خندق نرفت۔ جو لوگ اضرب بعصاک الحجر کا ترجمہ کرتے ہیں لاٹھی ٹیک کر پہاڑ پر چڑھ جاؤ ذرا بتائیں تو کہ کالستھوں کی دونوں عبارتوں میں کیا غلطی ہے۔ دو کان کا ترجمہ دو گوش۔ قل کا ترجمہ گو علی کا ترجمہ بر۔ نائی کا ترجمہ حجام بالکل صحیح ہے۔ اسیطرح جا کا ترجمہ برو۔ من کا ترجمہ دل۔ گلی کا ترجمہ کوچہ کہائی کا ترجمہ خندق بالکل صحیح ہے پھر اسکو خاقانی اور عرفی کی فارسی سے کم درجہ کا کیوں کہا جائے افسوس قرآن کو ایک مضحکہ بنایا گیا ہے۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ اضرب کے معنے غلط لیئے حجر کے معنے غلط لیے۔ اور آگے بھی غور نہیں کیا فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا۔ اس کا ترجمہ ہے پس فوراً پھوٹ نکلے اوس پتھر سے بارہ چشمے۔ ف تعقیب بلا مہلت کے لیے ہے جس کا ترجمہ ہمنے کیا فوراً۔ اور انفجرت کا ترجمہ پھوٹ نکلے یہہ صاف دلالت کرتا ہے حدوث دفعۃً پر نہ یہ کہ پہلے سے وہاں چشمے موجود تھے اگر یہہ مراد ہوتی تو اس کے لیے یہہ لفظ ہوتا۔ فاذا فیہ اثنتا عشرۃ عینا یعنے پہاڑ پر دیکھتے کیا ہیں کہ بارہ چشمے موجود ہیں قام کا ترجمہ کھڑا ہوا ہو سکتا ہے یعنی کھڑا ہونا اب پایا گیا پہلے نتھا نہ یہہ کہ کھڑا ہے یعنی پہلے کھڑے ہونیکا وجود تھا۔ اسیطرح قال کا ترجمہ کہا ہو سکتا ہے نہ کہ کہتا ہے۔ علیٰ ہذا انفجرت کا ترجمہ بہنے لگے ہو سکتا ہے نہ کہ بہ رہے تھے ان کے ترجمے نظم قرآن بلاغت سے کس قدر دور جا پڑا ہے

بر ہوا تاویل قرآں مے کنی،	پستہ و کج شد از تو معنی سنی
کردۂ تاویل لفظ بکر را	خویش را تاویل کن نے ذکر را

اسی طرح جہاں جہاں ان لوگوں نے معجزات میں تاویلیں کی ہیں سب ایسی ہی ہیں جیسے جا من کا ترجمہ برو دل۔ طبع سلیم اونکو ہرگز قبول نہیں کرتی نہ کوئی ادیب اون کو صحیح کہہ سکتا ہے یہ اون معجزات کا بیان تھا جنمیں تاویل کر کے تعجب کو دور کیا گیا ہے اور زیادہ تر معجزات میں یہی کیا گیا ہے

۱۹۳

(۲) کہ دور از کار تاویلیں کی گئیں۔ جسکو اس کی تفصیل دیکھنا ہو فطرت پرستوں کی تصنیفات اوٹھا کر دیکھ لے کہ اضرب بعصاک الحجر میں تاویلات مذکورہ کی گئیں اور عصا مارنے سے دریا کے پھٹ جانے میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احیاء موتے دکہانے میں (جس کا ذکر آیت فصرہن الیک شروع پارہ تلک الرسل میں ہے) اور دیگر صدہا معجزات میں یہی کوشش کی ہے کہ تاویلات وتحریفات سے اون کا عجیب وخارق عادت ہونا مٹا دیا ہو اور بعض معجزات ایسے بھی ملے ہیں جن میں کوئی تاویل نہ چل سکی اور ثبوت اون کا نص قطعی قرآنی سے ہے اونہیں یہہ من سمجھوتا کیا کہ ایسا مسمریزم کی قوت سے ہوا چنانچہ انقلاب عصائے موسوی میں کہ وہ جب موسے علیہ السلام چاہتے تھے یا کسیکا مقابلہ ہوتا تھا تو وہ سانپ بن جاتا تھا اِس کا بیان آیت میں ایسے صاف الفاظ میں ہے جنمیں اضرب بعصاک الحجر کیطرح بھی کوئی تاویل ہو سکی تو کہدیا کہ یہہ انقلاب اسطرح ہوتا تھا جیسے مسمریزم کی قوت سے بعض افعال ہو جاتے ہیں مثلاً میز کا پایہ اٹھنا۔ سلب مرض ہو جانا وغیرہ کوئی اس عقلمند سے پوچھے کہ اسیکو بیان کرو کہ مسمریزم سے یہہ خلاف عقل باتیں کیسے ہو جاتی ہیں۔ کوئی اس کا بیان بھی نہیں کر سکتا سوائے اِس کے کہ قدرت نے بھی بعض انسانوں میں ایک قوت رکھی ہے جس سے وہ بلا اسباب ظاہری ومتعارف کے ایسے اثر کر سکتا ہے جو نہ ہر شخص سے ہو سکتے ہیں نہ ہر شخص کی سمجھہ میں اون کی لم آسکتی ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہیں کہ قدرت نے بعض انسانوں کے لیے یعنی انبیاء علیہم السلام کے لیے یہ خصوصیت رکھی ہو کہ بعض افعال اون کے ہاتھ پر بلا اسباب عادیہ ایسے پیدا ہو جاتے ہیں جنکو نہ دوسرے افراد کر سکتے ہیں نہ کسیکی سمجھہ میں اونکی لم آتی ہے تو کیا بیجا ہے اور کونسی عقلی خرابی اسمیں لازم آتی ہے۔ اور معجزہ عصائے موسوی میں مسمریزم کی قوت ماننا دروغ گو را حافظہ نباشد کا مصداق ہے کیونکہ مسمریزم کی قوت خیال کو بڑھانے سے پیدا ہوتی ہے اور حضرت موسے علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا تھا کیونکہ جب اول اول عصا سے یہ معجزہ ظہور میں آیا تو یہہ وہ وقت تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور کیطرف سے روشنی دیکھی اور آگ لینے کے ارادہ سے اوسکی طرف چلے وہاں جا کر حق تعالیٰ سے ہمکلامی نصیب ہوئی

۱۹۴

(۲) اور حکم ہوا کہ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دو۔ زمین پر ڈالنا تہا کہ وہ سانپ بن گیا حتے کہ حضرت موسے علیہ السلام خود ڈر گئے اور بہاگے۔ اگر یہ مسمریزم ہوتا اور اسکی مشق کی ہوتی تو اس سے ڈرتے کیوں۔ نیز اس سے اوپر آیت ہی میں ہے کہ حق تعالیٰ نے پوچھا تمہارے ہاتھ میں کیا ہے تو موسے علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ میری لاٹھی ہے اسپر میں ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جہاڑ لیتا ہوں اور اس سے میرے اور بہی کام نکلتے ہیں۔ اگر مسمریزم سے سانپ بنانے کی مشق اسکی ہوئی ہتی تو یہ بہی کہتے کہ میں مسمریزم سے اسکو سانپ بہی بنا لیتا ہوں (تنبیہ کوئی ذہین یہ نہ کہہ بیٹھے کہ اس لفظ سے میرے اور کام بہی اس سے نکلتے ہیں مراد یہی تھی کہ میں اسکو مسمریزم کی مشق سے سانپ بہی بنا لیتا ہوں کیونکہ اگر ایسا تہا تو ڈرے کیوں جب وہ سانپ بن گیا۔ اس واقعہ سے ادنی سی عقل والا بہی سمجہہ سکتا ہے۔ کہ اسوقت یہہ بالکل نئی بات پیش آئی کہ وہ عصا سانپ بن گیا پہلے سے اسکی مشق نہیں کیگئی ہتی اور یہہ اثر مسمریزم کی قوت کا نہ تہا) اور زبردستی اور سخن پروری اور مرغ کی ایک ٹانگ ہانکے جانے کا کچھ علاج نہیں) غرض اسکو مسمریزم کہنا محض لغو اور خلاف واقع ہے اور مدعی سست و گواہ چست کا مصداق ہے۔ پس سیدہی بات یہی کیوں نکہی جاوے کہ یہ انقلاب یعنی عصا کا سانپ بنجانا حق تعالیٰ کے حکم سے بلا واسطہ اسباب کے ہوتا تہا اسیکو معجزہ کہتے ہین اور یہہ عقلاً ممتنع و محال نہیں کیوں کہ محال وہ ہے جسکے نہو سکنے پر کوئی دلیل عقلی قطعی قائم ہو اور کسی چیز کے بلا اسباب پیدا نہ ہو سکنے پر کوئی دلیل عقلی قائم نہیں ہے نہ ہو سکتی ہے ابنار زمان کے پاس اس موقع پر سوائے اس کے کوئی دلیل نہیں کہ یہ بات کہ بلا اسباب کوئی چیز پیدا ہو جاوے خلاف فطرت ہے اور خلاف فطرت ہونا محال ہے اسکی تردید انتباہ دوم مین تعمیم قدرت حق کے بیان میں بہت کافی وافی کر دی گئی ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ خلاف فطرت کو محال کہنا ایک دعوے ہے اور دعوے کے لئے دلیل چاہیئے۔ اور یہ بات دلیل نہیں بن سکتی کہ ہم نے ایسا دیکھا نہیں کیونکہ اس کا نام عدم علم ہے اور عدم علم مستلزم

۱۹۵

(۱) ورنہ تسلسل لازم آوے گا اور وہ محال ہے اسی طرح اون کے مسببات کوبھی اگر چاہیں بلا اسباب طبعیہ پیدا کر سکتے ہیں۔

(۲) علم عدم کو نہیں ہو سکتا۔ اس زمانہ میں تو صدہا نئی باتیں ایسی نکلتی چلی آتی ہیں جن کو پہلے لوگوں نے نہیں دیکھا تھا۔ غرض انتباہ دوم میں خلاف فطرت کے محال ہونیکی تردید اچھی طرح کر دی گئی ہے اوپر ایک نظر ڈال لینی چاہیئے تو معجزہ کے محال ہونے پر کوئی دلیل نہیں تو اس کا واقع ہونا ممکن رہا اور جب کسی امر ممکن کی خبر صحیح طریق سے ملے تو اوس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی دیکھو اصول موضوعہ نمبر (۲) اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ دنیا میں جو کام بھی ہوتا ہے بواسطہ اسباب کے ہوتا ہے تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ جو لوگ معقول و فلسفہ جانتے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ عادۃً بواسطہ اسباب کے پیدا ہونے سے امکان بلا سبب کے پیدا ہونیکا نہیں جاتا رہتا جبتک کہ اس کے محال ہونے پر دلیل عقلی نہ قائم ہو اوسوقت تک ممکن ہی رہے گا لہذا بلا سبب کے پیدا ہونے کا انکار کرنا غلطی ہے اور جو لوگ معقول و فلسفہ نہیں جانتے اون سے ہم پوچھتے ہیں کہ وہ اسباب بھی کیا بواسطہ اور اسباب کے ہوتے ہیں اگر ایسا ہے تو تسلسل لازم آوے گا جو تمام عقلا کے نزدیک محال ہے لامحالہ کہیں نہ کہیں کہنا پڑے گا کہ سلسلہ اسباب کا ختم ہوتا ہے۔ اور کوئی وہ کام جسکو سبب اولی کہا جاتا ہے دفعۃً بلا کسی سبب کے ہو اس کے بعد سلسلہ اسباب کا چلا اگر کسی میں عقل سلیم موجود ہے تو اوسکو تو فوراً قائل ہو جانا چاہیئے کہ کسی شے کا وجود بلا سبب کے بھی ہو سکتا ہے چنانچہ اوس شے کا وجود جسکو سبب اول کہا تھا بلا سبب کے ہوا تو جس قادر مطلق نے اوس پہلی چیز کو بلا سبب کے بنایا وہ اور چیز کو بھی بلا سبب کے کیوں نہیں بنا سکتا ہے۔ اسکو ایک مثال میں سمجھو مثلاً روٹی آٹے سے پکی آٹا گیہوں سے بنا۔ گیہوں کھیت سے پیدا ہوا۔ ان میں سے ہر دوسری چیز پہلے کے لیے سبب ہے کہ عادۃً بلا دوسری کے پہلی کا وجود نہیں ہوتا لیکن کھیت پر پہنچکر سلسلہ ختم کرنا پڑتا ہے کیونکہ اگر سوال کیا جاوے کہ کھیت کا ہے سے پیدا ہوا تو جواب سوا اس کے نہیں ہو سکتا کہ گیہوں سے پیدا ہوا جب گیہوں کھیت سے پیدا ہوا

۱۹۶

کردند از مکہ حق تعالیٰ او را دستورے خروج داد۔ در حالتیکہ دوم دو بود یعنی با و نبود مگر ابوبکر و در وقتیکہ او و ابوبکر در غار بودند کہ اعلائے جبل ثور است طمل ست جانب یمین مکہ بمسیر ساعتے از ساعت دران وقت کسے در آنجا نمی رسید شبانان و اہل صحرا دران نزول نمے کردند پس پیغمبر شب پنجشنبہ در شہریکہ امیر المومنین علی را در جائے خود بخوابانید و برفاقت ابوبکر بیروں آمدہ در ہماں شب بدان غار متوجہ شد و در آنجا بروز آورد۔ حق تعالیٰ دران شب درخت مغیلاں بر در آن غار برویانید و جفت کبوتر وحشی را امر کرد تا پائین در غار را آشیانہ گرفتند و تخم بنہادند و عنکبوت را الہام داد تا در غار تنند چوں گفت پیغمبر مر یار خود را اندوہ مخور بدرستیکہ خدائے با ماست نصرت ما و ہر باد دشمنان و ما را نگہدارد از شر ایشان پس فرو فرستاد خدائے رحمت خود را کہ سبب آرامش دلست بر رسول اہتہے۔

مکہ سے نکالنے کا قصد کیا تو حق تعالیٰ نے باہر جانے کی اجازت دی ایسی حالت میں کہ دو ہیں کے دوسرے تھے یعنے ان کے ساتھ کوئی نہ تھا مگر ابوبکر جبوقت کہ ابوبکر اور وہ (رسول اللہ) ایک غار میں تھے کہ جو اوپر جبل ثور اطحل کے ہے مکہ سے داہنی جانب ایک فرسنگ پر اسوقت اسجگہ کوئی شخص نہ پہونچتا تھا شبانان اور اہلِ صحرا اس میں نہ اترتے تھے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پنجشنبہ کی شب کو اس شہر میں امیر المومنین علی کو اپنی جگہ سلایا اور (خود) ابوبکر کی رفاقت میں (مکہ) سے باہر تشریف لائے اس رات میں اس غار کیطرف متوجہ ہوئے۔ وہاں دن نکل آیا اللہ تعالیٰ نے اس رات میں کیکر کا درخت اس غار کے دروازہ پر پیدا فرما دیا اور جنگلی کبوتروں کے جوڑے کو حکم فرمایا کہ غار کے رستہ پر آشیانہ رکھیں اور انڈے دیں اور مکڑی کو حکم فرمایا کہ غار کے دروازے پر جالا پور دے جب کہا رسولِ خدا نے اپنے یار سے غم مت کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ وہ دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرمائے گا۔ اور ان کے شر سے محفوظ رکھیگا۔ پس بھیجی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کہ ان کے دل کے آرام کا سبب ہی رسولِ خدا پر۔

115

اس آیت کے مضمون سے حضرات شیعہ انکار تو نہیں کر سکتے۔ جمیع علمائے شیعہ نے اس

مضمون کو تسلیم فرمایا ہے مگر چونکہ ان کے ائمہ نے (بخیال ان کے) یہ تصریح فرمادی ہے کہ سکینہ بمعنی ایمان اور ایقان ہے اس لیے وہ انکار کرجاتے ہیں کہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ میں علیہ کی ضمیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف راجع نہیں بلکہ وہ اسکو حضور ختم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف راجع فرماتے ہیں اور یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر علیہ کی ضمیر ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی طرف راجع ہوگی تو کلام غیر فصیح ہوجائیگا اہل سنت جواب دیتے ہیں کہ رنج حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تسکین دینا چاہتے ہیں۔ سکینہ کی ضرورت ان کو تھی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ایسے صاحب سکینہ تھے کہ دوسرے کو تسکین دے رہے ہیں چنانچہ فرمارہے ہیں۔ لاتحزن ان اللہ معنا (مت غم کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے) لہذا یقیناً حضرت ابوبکر ہی پر سکینہ نازل ہوا اور ضمیر حضرت ابوبکر ہی کی طرف پھرتی ہے چنانچہ صاحب تفسیر کبیر نے فانزل اللہ سکینتہ کی تفسیر یہ کی ہے اللہ تعالےٰ نے اپنا سکینہ صدیق پر نازل فرمایا۔

اسکی وجہ یہ فرمائی ہے کہ غم و اندوہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو تھا نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اس وجہ سے مطمئن تھا کہ آپ سے فتح قریش کا وعدہ الٰہی ہوچکا تھا لہذا علیہ کی ضمیر کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہی کی طرف راجع کرنا چاہئے نیز ان کا ذکر بھی اوپر کی آیت میں اس کے قریب ہے دوسری وجہ یہ تحریر فرمائی ہے کہ اگر خود حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوتا تو خوف والا خوف والے کو کیا تسلی دے گا یہ عذر (اگر علیہ کی ضمیر ابوبکر صدیق کی طرف راجع ہوگی تو کلام غیر فصیح ہوجائیگا") ہی بالکل خلاف واقع ہے بلکہ اس موقع پر حقیقۃً فصاحت کا مقتضا بھی یہی ہے کہ علیہ کا مرجع ابوبکر صدیق کو ہی قرار دیا جائے اور اس قسم کی مثالیں کلام عرب اور بالخصوص کلام اللہ میں بہت سی ہیں مثلاً تعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا میں توقروہ کی ضمیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ اور تسبحوہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور ملاحظہ ہو واخذ برأس اخیہ یجرہ الیہ دیکھو اخیہ والیہ کی ضمیریں حضرت موسےٰ

علیہ السلام کی طرف پھرتی ہیں اور پھر اہ کی ضمیر حضرت ہارون کی طرف پھرتی ہے۔

اس آیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت اور اس سفر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت کا بیان ہے۔ قرآن شریف میں تشخیص و تعیین کے ساتھ کسی صحابی کی فضیلت اس صراحت اور اس وضاحت کے ساتھ بیان نہیں ہوئی جیسی کہ اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان ہوئی کوئی مسلمان اس آیت کو پڑھکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سرتاج اہلِ ایمان ہونے میں شک نہیں کر سکتا۔ اور یہ بات ہی اور ہے کہ کچھ لوگوں نے اپنی آنکھ سے پیغمبر کو دیکھا ان کے معجزات کے مشاہدہ کیے اور پھر ایمان نہ لائے۔

اس آیت سے حسب ذیل فضائل حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) سفر ہجرت میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ظاہر ہے کہ یہ رفاقت کوئی معمولی چیز نہ تھی نہایت نازک وقت اور بہت خطرناک حالت میں تھی ایسے وقت میں حضرت ابوبکر صدیق کا ہمراہ ہونا ان کی ایسی جانبازی ہے جسکی نظیر دنیا میں مشکل سے ملیگی ایسے نازک وقت میں ساتھ دینا ان کے کمال ایمان و اخلاص کے علاوہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وفاداری و محبت اور ان کے ایمان و اخلاص پر پورا بھروسہ تھا

(۲) اس سفر میں سوا حضرت ابوبکر کے اور کسیکو ساتھ نہ لینا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی قابلیت کسی اور میں اس قدر نہ تھی اسی سے معلوم ہوا کہ وہ افضل امت ہیں کتب شیعہ میں تصریح موجود ہے کہ حضرت صدیق کے ساتھ لیجانیکا حکم خدا نے دیا تھا چنانچہ اس کے متعلق مجالس المومنین و تفسیر امام حسن عسکری کی روایت ہجرت کے بیان میں تحریر کر چکا ہوں۔

(۳) اللہ تعالیٰ شانہ نے سفر ہجرت کے سیکڑوں واقعات کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق کی رفاقت کا ذکر کیا ان کو صاحب رسول کہا اس سے معلوم ہوا کہ مقصود الٰہی یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت اور ان کی افضیلت کا بھی یقین قایم ہو ورنہ اور کوئی وجہ اس رفاقت کے ذکر کرنیکی ہو ہی نہیں سکتی۔

۱۱۷

(۴) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ رنج نہ کرو اس سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان سے کمال محبت تھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ رنج اپنے لیے نہ تھا بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا ورنہ جو خوشخبری آگے ان کو سنائی گئی ہو اس کے کسی طرح مستحق نہیں ہوسکتے تھے۔

(۵) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خوشخبری ملی کہ اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے فا ضمیر جمع ہے جو ایک شخص کیلئے استعمال نہیں ہوسکتی خدا کا ساتھ ہونا کوئی معمولی فضیلت نہیں قرآن شریف میں جا بجا ارشاد ہوا ہے کہ خدا مومنوں اور متقیوں کے ساتھ ہوتا ہے پھر جو معیت خدا کی رسول کو حاصل تھی اسی معیت میں حضرت صدیق کو شریک کرنا اور بھی نور علیٰ نور ہے۔

(۶) خدا تعالیٰ نے سکینہ حضرت ابو بکرؓ پر نازل کیا ظاہر ہو کہ سکینہ کا نزول مومنین کاملین ہی پر ہوتا ہی بیعۃ الرضوان میں بھی تمام بیعت کرنے والے صحابہ پر نزول سکینہ کی خبر قرآن شریف میں ہے قولہ تعالیٰ فانزل السکینۃ علیہم مگر وہ ایک عام بات ہے جس میں تمام صحابہ شریک ہیں تخصیص کے ساتھ سوا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کسی پر نزول سکینہ نہیں ہوا۔

(۷) فرمایا کہ کافروں نے رسول کو اس حالت میں نکالا کہ ان کے ساتھ ایک شخص اور تھا اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کو جو عداوت رسول سے تھی وہی ابو بکر صدیق سے بھی تھی اور وہ ان دونوں کیساتھ ایک برتاؤ کرنا چاہتے تھے رسول کی ہر مصیبت میں شریک کامل تھے تو حضرت صدیق ہی تھے۔

؎ اس موقع پر ایک عجیب لطیفہ علمائے شیعہ نے لکھا ہے کہ رسول نے رنج کرنے سے منع کیا لہذا معلوم ہوا کہ رنج کرنا گناہ تھا پس حضرت ابو بکر کا مرتکب گناہ ہونا آیت سے ثابت ہوا اس کا جواب یہ ہو کہ ممانعت کے بعد رنج کرنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں اور اگر ممانعت کے پہلے جو رنج کیا تھا وہ بھی گناہ مانا جائے تو پھر قرآن مجید میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض کاموں سے منع کیا گیا ہے۔ لا تعجل بالقرآن تو کیا معاذ اللہ پیغمبر علیہ السلام رسول کے بھی گناہ مانے جائیں گے دوسرا طعن مخالفین کا یہ ہو کہ اگر یہ رونا حضرت صدیق کا ثواب تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں منع فرمایا اور جو ثواب تھا تو ابو بکر عاصی تھے اس کا جواب یہ ہو کہ باریتعالیٰ عز اسمہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا لا تخف انک انت الاعلیٰ (فرعون سے مت ڈر تو ہی بلند رہیگا) تو اگر موسیٰ علیہ السلام کا خوف کرنا ثواب تھا تو کیوں منع کیا؟ اور اگر گناہ تھا تو نعوذ باللہ موسیٰ علیہ السلام بھی عاصی ہوئے۔ دوسرے فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا لا تخف (اے ابراہیم) مت ڈرو۔ تیسرے حق تعالیٰ شانہ نے لوط علیہ السلام کو خطاب فرمایا لا تخف ولا تحزن مت ڈر اور نہ غم کر ان سب صورتوں میں یا تو حضرت انبیاء علیہم السلام نعوذ باللہ عاصی ہوئے یا خدائے تعالیٰ اور فرشتوں نے ثواب سے روکا جو جواب ان کا ہے وہی ہمارا ہے۔ ۱۲ منہ

(باقی آیندہ)

رعایتی اعلان

صرف خریداران الہادی کیواسطے ۱۰ ربیع الثانی سے ۱۰ جمادی الثانی ۴۸ھ تک مندرجہ ذیل کتب میں رعایت رہیگی

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
کتب مصنفہ حضرت حکیم الامۃ مدظلہ			حق السماع	۲ر	۱ر
نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب	عہر	۲ عہر	الخطاب الملیح	۲ر	۱ر
مسائل السلوک مع رفع الشکوک	۱ ۲	عہر	فروع الایمان	۴ر	۳ر
تنویر السراج فی قصۃ المعراج	۱۰ر	۷ر	قصد السبیل	۲ر	۱ر
احکام التجلی	۳ر	۲ر	شوق وطن	۴ر	۳ر
التشرف بمعرفۃ الاحادیث تصوف حصہ اول	عہ	۱۲ر	صفائی معاملات	۲ر	۲ر
التکشف عن مہمات التصوف	صر	۱۲ر	طریقہ مولد شریف	۱ر	۱ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد	۴ر	۳ر	القول الصواب	۲ر	۱ر
اصلاح الرسوم	۲ر	۲ر	کلید مثنوی دفتر اول کی پہلی جلد	عار	عہ ۱ر
اعمال قرآنی کامل ہر سہ حصص	۵ر	۴ر	،، ،، دوسری جلد	عار	عہ ۱ر
الانتباہات المفیدہ	۹ر	۲ر	،، دفتر دوم کامل در دو جلد	سے	۱۲ر
اغلاط العوام	۱ر	۱ر	،، دفتر ششم کامل در سہ جلد	ے	عہ
اکسیر فی اثبات التقدیر	۱۲ر	۸ر	تسہیل المواعظ کی دوسری جلد کے گیارہ وعظ	۱۵ر	لار
اخبار الزلزلہ	۱ر	۱ر	تربیۃ السالک	۲ر	۲ر
بہشتی زیور قدیم دس حصص	ع	عہ ۴ر	حقوق الاسلام	۱ر	۱ر
بہشتی گوہر	۸ر	۵ر	وعظ التبشیر	۳ر	۲ر
تعلیم الدین	۴ر	۲ر	،، الصلوٰۃ	۳ر	۲ر
تجوید القرآن	۱ر	۱ر	،، الحیوٰۃ	۳ر	۲ر
جزاء الاعمال	۲ر	۲ر	تجارت آخرت	۲ر	۱ر

(نوٹ) فہرست ہذا میں صرف کتابوں کے نام ہی درج کیے ہیں اگر کتاب کی کیفیت دیکھنی ہو تو بڑی فہرست جو محرم ۴۸ھ کے رسالہ میں ارسال کی ہے اوسمیں ملاحظہ ہو۔ فقط

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
دعوت عبدیت کی جلد ششم	عہ	لہ
دس وعظوں کا مجموعہ		
ترجمہ کتاب ترغیب وترہیب حصہ اول	۱۰ار	۰۷ر
،، کتاب الصلوۃ۔ حصہ دوم	عہ	۱۵ار
،، کتاب الجمعہ ،،	۲ر	۱۰ر
،، کتاب الصدقات حصہ سوم	۱۲ار	۹ر
بیان اللام از ترجمہ تاریخ الخلفاء	۶؎	عہ
فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام	۸ے	۶؎
سفرنامہ مالٹا	۱۰ار	۰۷ر
تاریخ نجد وحجاز	عہ	۱۵ار
امیر الروایات	عہ	۱۲ار
تفسیر حل القرآن	عہ	۱۲ار
تفسیر موضح القرآن	لعہ	۸ے
تفسیر عزیزی پارہ عم	عہ	عہ
،، ،، پارہ تبارک الذی	۶؎	عہ
مشارق الانوار	۶؎	۶؎
شرح وقایہ اردو	لعہ	۸ے
احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق	عہ	عہ
خان الفردوس	۲ر	۱ر
تحفۃ الزوجین	۴ر	۳ر

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
ترجمہ موطا امام محمد رح	۸ے ر	۶؎
ترجمہ نخبۃ الفکر	۱۰ار	۸ے
مجموعہ زواجر ہندی	۸ر	۶ر
فتاوے عزیزی اردو	۸ے ر	۶؎ ۱۰ر
حصن حصین مترجم	۶؎	عہ
زلزلۃ الساعۃ ترجمہ قیامت نامہ	۔	۔
شاہ رفیع الدین صاحب رح	۴ر	۳ر
عقد انامل	۱۰ار	۸ے ر
الہارون	عہ	عہ
سفرنامہ ابن بطوطہ	۸ے	۶؎ ۱۲ر
الدر المنضود	۱۰ار	۸ر
احسن المواعظ	عہ	عہ
افضل المواعظ	عہ	عہ
فتاوے رشیدیہ حصہ اول	۱۲ار	۱۰ار
،، ،، ،، دوم	۱۲ار	۱۰ار
،، ،، ،، سوم	۱۲ار	۱۰ار
مالابد اردو	۴ر	۰۳ر
مفتاح الجنۃ	۴ر	۰۳ر
عقائد الاسلام ترجمہ فقہ اکبر	۴ر	۰۳ر
علاوہ اس کے فہرست کلاں منگا کر ملاحظہ کریں		

المشتہر

محمد عثمان۔ مدیر رسالہ الہادی دریبہ کلاں دہلی